هفت روزہ

خدام الدین لاہور

زیرِ سرپرستی
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ
شیرانوالہ دروازہ لاہور

Siraj-ul-Haq Siddiqi

۹ دسمبر ۱۹۶۰ء

یکے از مطبوعاتِ انجمن خدام الدین لاہور

ھدیہ ۱۴/

مناجات

تیرے نام سے ہے ابتدائے کلام　　لطف و کرم ہے، تیرا کام
حمد تیری سے عاجز خواص و عوام　　دعوئے توصیف میں ہر یک ناکام

تو ہے مولیٰ ہر انساں کا
تو ہے مالک ہر حیواں کا

تو ہی پروردگارِ جہاں ہے　　تو ہی آفریدگارِ جناں ہے
تو ہی مالکِ روزِ فغاں ہے　　تو ہی خالقِ انس و جاں ہے

رحیم و مہرباں ہے تو
نصیرِ مومناں ہے تو

تیرے ہی ہیں ہم عبادت گزار　　تیرے ہی ہیں ہم اطاعت شعار
تجھی سے ہیں ہر دم نالہ گزار　　"بخش دے اور گناہ درگزار"

تو صاحب جود و عطا ہے
تجھی سے اب التجا ہے

بچا ہر ضال و مغضوب سے　　ملعون و مردود و مرجوم سے
یہود و نصاریٰ و مجوس سے　　ہر ملحد زندیق و ملعون سے

دعائے امجد ہو یارب قبول
تیری رحمت کا ہے یہی معمول

(حافظ عبدالمجید امجد قادری۔ چکوال)

صحابۂ کرام

نبیؐ کے صحابہؓ ہیں مثلِ نجوم
ہوئے زیرِ حکم ان کے ایران و روم

تھے راحم یہ آپس میں بیشک سبھی
ہیں باطل پہ غالب صحابِ نبیؐ

یہ دینِ متیں کے ہیں بیشک ستوں
ملا ان کے دم سے ہر اک کو سکوں

عَلَم چار سُو دیں کا لہرا دیا
جہاں نورِ حق سے منوّر کیا

ہے ارشادِ باری یہ قرآن میں
کہ بیشک بڑے ہیں سبھی شان میں

رہِ حق میں کر کے فدا اپنی جاں
مٹائی انہوں نے ہے باطل کی شاں

ابوبکرؓ و عثمانؓ و حیدرؓ، عمرؓ
تھے کفّار کے واسطے شبرِ نر

بلالؓ و زبیرؓ و صہیبؓ و حسنؓ
رہے خدمتِ دیں میں باجان و تن

منوّر تھے دل نورِ ایمان سے
فدا دین پر تھے دل و جان سے

یہ شمع رسالت کے پروانے ہیں
ملے دینِ حقّہ کے مستانے ہیں

تھی دم انکے سے دیں کی کھیتی ہری
مساعی سے ان کے جہالت مٹی

رہے ان سے راضی خدا و نبیؐ
ہے نام ان کا جنّت میں لکھا جلی

کرے کیوں نہ انور اب ان کی ثنا
جو کرتے رہے دیں پہ جانیں فدا

(نور محمد انور۔ کالا باغ)

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
فون نمبر 67345
جلد ۶ | ۱۹ر جمادی الثانی ۱۳۸۰ھ مطابق ۹ر دسمبر ۱۹۶۰ء | شمارہ ۳۱

ازماست کہ برماست

مراکش اور ٹیونس

یہ بات ناممکن ہے کہ اہل اسلام، اعتصام بحبل اللہ کرکے متفق ہوجائیں اور پھر ان کو کامیابی حاصل نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں دین کی مدد کرنے والوں کو مدد دینے کا قطعی اور یقینی وعدہ فرمایا ہے اور خیر القرون کی تاریخ اس کی شاہد عدل ہے۔ مسلمانوں میں اگر اعتصام بالکتاب والسنت نہ رہے پھر ٹکڑے ٹکڑے بھی ہو جائیں تو نتیجہ ظاہر ہے — خسران و زیان کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔ قرآن پاک میں سابق خانہ جنگیوں کو یاد کرا کے اسلامی اخوت کو نعمت عظمیٰ ظاہر کیا گیا ہے اور دو چیزوں کی ترغیب فرمائی گئی ہے۔ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا کہ اللہ تعالیٰ کی رسی (قرآن پاک) کو مل کر پکڑ لو۔ اسی کو مشعل راہ بناؤ اور سب اسی کے احکام کے آگے جھکو۔ دوسری بات وَلَا تَفَرَّقُوْا ہے کہ (جدا جدا نہ ہونا) اس سے سب کے اپنی اپنی جگہ پٹ جانے کا اندیشہ ہے۔ آیت کریمہ سے یہ مراد نہیں ہے کہ شافعی، حنبلی مالکی اور حنفی نہ ہو۔ یہ تو اتباع شریعت میں مزید تسہیل کا باعث ہے۔ اس سے نہ کبھی اہل اسلام میں مخالفت ہوئی نہ تفرق پیدا ہوا۔ حضرت پیران پیر سید، شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ حنبلی ہیں مگر کروڑوں حنفیوں کے مسلّمہ مقتدا اور پیشوا ہیں۔

تباہ کن تفرق یہ ہے کہ مسلمان ذاتی اور مقامی مصالح یا خود غرضیوں کی خاطر اجتماعی اور ملی مفادات کو تباہ ہونے دیں — ایک کا منہ مشرق کی طرف ہو تو دوسرے کا مغرب کی طرف۔ ایک آزادی چاہے تو دوسرا، غلامی کا حامی ہو۔ ایک جہاد کرے تو دوسرا تماشا دیکھے اور اس طرح سارے کے سارے باری باری مشترکہ دشمنوں کے ہاتھوں ہزیمت اٹھانے پر مجبور ہو جائیں۔ تاریخ بتاتی ہے کہ مسلمان جب بھی ناکامی سے دوچار ہوئے ہیں اپنوں ہی کے ہاتھ سے ہوئے ہیں۔ سلطان ٹیپو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو انگریزی اقتدار کے سیلاب کے سامنے بڑا بند تھے، اپنے غدار وزیر صادق کی ریشہ دوانیوں کے شکار ہوئے اور جب اسلام کا یہ بطل جلیل دکن میں شہید ہوا۔ ایک انگریز نے ٹیلے پر چڑھ کر ہندوستان کی طرف رخ کر کے کہا اب آگے میدان صاف ہے۔ یہی حال بنگال کے سراج الدولہ کا ہوا جو دشمنوں کے آلۂ کار میر جعفر کی غداری کا شکار ہو گئے۔ دہلی کے آخری مغل تاجدار کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا۔

دور کیوں جائیں۔ کل اس ملک میں برٹش (برطانوی شہنشاہیت) سے آزادی کی جدوجہد شروع ہوئی تو اندر ہی سے آوازیں اٹھنے لگیں کہ انگریز کی اطاعت فرض اور جہاد حرام ہے اور ماضی قریب میں جب کشمیر کے سر بفلک پہاڑوں کے مورچوں کو بہادر پٹھان ڈوگرہ فوج سے خالی کرا رہے تھے تو اندر کے بعض مجتہدین نے فتویٰ صادر فرما دیا کہ جنگ کشمیر جہاد نہیں ہے۔ غرضیکہ اس طرح کی سینکڑوں مثالیں ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی کمزوری کا باعث اکثر اوقات اسی قسم کے مار آستین، یا نادان دوست ہوتے رہے ہیں۔ ہم نے یہ سارا کچھ ماجرا ایک تازہ جگر خراش خبر کی وجہ سے سنایا۔ آپ جانتے ہیں کہ فرانس نے افریقہ کے بیسیوں مسلم ممالک پر قبضہ جمایا ہوا تھا۔ پاکستان و ہندوستان کی آزادی کا ردّ عمل افریقہ میں بھی ہوا۔ وہاں سترہ مسلم ممالک فرانس کے چنگل سے آزاد ہو گئے۔ ان میں مراکش کو خاص اہمیت حاصل ہے مگر فرانس نے اس کے ایک حصہ پر اپنا قبضہ جمائے رکھا تھا کل پرسوں اس کو بھی آزادی دے دی۔ اس حصہ کا نام ہے "ماریطینہ" مراکش کا دعویٰ ہے کہ یہ ہمارا حصہ ہے ہم کو ملنا چاہئے لیکن دشمن تو ہماری تفریق چاہتا ہے۔ فرانس نے اس کو علیحدہ آزادی دی۔ مراکش نے یہ سوال اقوام متحدہ میں پیش کر رکھا ہے اور اس کے ذمہ دار لیڈروں نے

(بقیہ بر صفحہ ۱۶)

انبیاء علیہم السلام کی حیات فی البرزخ

کے بارے میں

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دامت برکاتہم کا عقیدہ

میرا عقیدہ وہی ہے جو حضرات اکابر دیوبند کا ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں اسی جسد عنصری سے زندہ ہیں جو اس دنیا میں تھا۔ وہ حیات باعتبار ابدان دنیوی دنیوی بھی ہے اور باعتبار عالم برزخ برزخی بھی ہے۔

انبیائے کرام علیہم السلام کا ابدان دنیوی کے ساتھ اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہونا اہل سنت والجماعت کا متفقہ اور اجماعی عقیدہ ہے۔ ہمارے اکابر دیوبند نے اس پر مفصل اور مدلل ارشادات ثبت فرمائے ہیں۔

جہاں تک مجھے علم ہے یہ مسئلہ اکابر دیوبند میں کبھی مختلف فیہ نہیں رہا۔ میرے خیال میں کوئی صاحب بصیرت اس عقیدۂ حیات النبی کا منکر نہیں ہو سکتا جن کی باطن کی آنکھیں کھلی ہیں ان کے نزدیک تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی روضۂ اطہر کی حیات بدیہیات میں سے ہے۔

(احقر الانام احمد علی عفی عنہ)

اَحَادِیْثُ الرَّسُوْلِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

بیمار کی عیادت کا بیان

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَطْعِمُوا الْجَائِعَ وَ عُوْدُوا الْمَرِیْضَ وَ فُکُّوا الْعَانِیَ

(رواہ البخاری)

حضرت ابوموسیٰ رضؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بھوکے کو کھانا کھلاؤ بیمار کی عیادت (مزاج پرسی) کرو اور قیدی کو چھڑاؤ۔

ایضاً

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَی الْمُسْلِمِ خَمْسٌ رَدُّ السَّلَامِ وَ عِیَادَۃُ الْمَرِیْضِ وَاتِّبَاعُ الْجَنَائِزِ وَاِجَابَۃُ الدَّعْوَۃِ وَتَشْمِیْتُ الْعَاطِسِ

(متفق علیہ)

حضرت :- ابوہریرہؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مسلمان کے مسلمان پر پانچ حق ہیں۔ (۱) سلام کا جواب دینا (۲) مریض کی عیادت کرنا (۳) جنازہ کے ساتھ جانا (۴) دعوت کو قبول کرنا۔ (۵) چھینک کا جواب دینا (بخاری)

مسلمانوں کے حقوق کا بیان

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَی الْمُسْلِمِ سِتٌّ قِیْلَ مَا ھُنَّ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اِذَا لَقِیْتَہٗ فَسَلِّمْ عَلَیْہِ وَاِذَا دَعَاکَ فَاَجِبْہُ وَاِذَا اسْتَنْصَحَکَ فَانْصَحْ لَہٗ وَاِذَا عَطَسَ فَحَمِدَ اللّٰہَ فَشَمِّتْہُ وَاِذَا مَرِضَ فَعُدْہُ وَاِذَا مَاتَ فَاتَّبِعْہُ رواہ المسلم

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مسلمان کے مسلمان پر چھ حق ہیں۔ پوچھا گیا۔ یا رسول اللہ وہ کیا ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ (۱) جب تو کسی مسلمان سے ملاقات کرے۔ تو اس کو سلام کر (۲) جب تجھ کو کوئی دعوت دے (یعنی) اپنی مدد کو بلائے یا کھانے پر بلائے۔ تو اس کی دعوت کو قبول کر (۳) جب تجھ سے کوئی نصیحت یا خیرخواہی چاہے تو اس کو نصیحت کر (۴) جب کوئی چھینکے اور پھر الحمد للہ کہے تو اس کی چھینک کا جواب دے یعنی یرحمک اللہ کہے۔ جب کوئی بیمار ہو تو اس کی عیادت کر (۶) جب کوئی مرجائے تو اس کے (جنازہ) کے ساتھ جا۔

سات باتوں کا حکم اور سات باتوں کی ممانعت

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ اَمَرَنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ وَنَھَانَا عَنْ سَبْعٍ اَمَرَنَا بِعِیَادَۃِ الْمَرِیْضِ وَاتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَتَشْمِیْتِ الْعَاطِسِ وَرَدِّ السَّلَامِ وَاِجَابَۃِ الدَّاعِیْ وَاِبْرَارِ الْمُقْسِمِ وَنَصْرِ الْمَظْلُوْمِ وَنَھَانَا عَنْ خَاتَمِ الذَّھَبِ وَعَنِ الْحَرِیْرِ وَالْاِسْتَبْرَقِ وَالدِّیْبَاجِ وَالْمِیْثَرَۃِ الْحَمْرَاءِ وَالْقَسِّیِّ وَاٰنِیَۃِ الْفِضَّۃِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ وَعَنِ الشُّرْبِ فِی الْفِضَّۃِ فَاِنَّہٗ مَنْ شَرِبَ فِیْھَا فِی الدُّنْیَا لَمْ یَشْرَبْ فِیْھَا فِی الْاٰخِرَۃِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ

ترجمہ:- حضرت براء بن عازبؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو سات چیزوں کا حکم دیا۔ اور سات باتوں سے منع فرمایا۔ حکم دیا ہم کو (۱) بیمار کی عیادت کا (۲) جنازہ کے ساتھ جانے کا (۳) چھینک کا جواب دینے کا (۴) سلام کا جواب دینے کا۔ (۵) بلانے والے کی دعوت کو قبول کرنے کا۔ قسم کھانے والے کی قسم کو سچ کرنے کا۔ (۷) اور مظلوم کی مدد کرنے کا۔ اور منع فرمایا ہم کو۔ (۱) سونے کی انگوٹھی پہننے سے (۲) ریشم کو پہننے سے (۳) سرخ زین پوش کے استعمال کرنے سے (۴) قسی کپڑے سے جو ریشم اور کتان سے بنایا جاتا ہے (۵) چاندی کے برتنوں کے استعمال کرنے سے (۶) اطلس کے کپڑے استعمال کرنے سے۔ (۷) ریشمی کپڑے کے استعمال سے اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ منع فرمایا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کے برتن میں پینے سے اس لئے کہ جو شخص دنیا میں چاندی کے برتن میں پئے گا آخرت میں اس کو چاندی کے برتن میں پینا نصیب نہ ہوگا۔

عیادت کا اجر و ثواب

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَقُوْلُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ یَا ابْنَ اٰدَمَ مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِیْ قَالَ یَا رَبِّ کَیْفَ اَعُوْدُکَ وَاَنْتَ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ قَالَ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ عَبْدِیْ فُلَانًا مَرِضَ فَلَمْ تَعُدْہُ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّکَ لَوْ عُدْتَہٗ لَوَجَدْتَنِیْ عِنْدَہٗ یَا ابْنَ اٰدَمَ اِسْتَطْعَمْتُکَ فَلَمْ تُطْعِمْنِیْ قَالَ یَا رَبِّ کَیْفَ اُطْعِمُکَ وَاَنْتَ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ قَالَ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّہٗ اسْتَطْعَمَکَ عَبْدِیْ فُلَانٌ فَلَمْ تُطْعِمْہُ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّکَ لَوْ اَطْعَمْتَہٗ لَوَجَدْتَ ذٰلِکَ عِنْدِیْ یَا ابْنَ اٰدَمَ اِسْتَسْقَیْتُکَ فَلَمْ تَسْقِنِیْ قَالَ یَا رَبِّ کَیْفَ اَسْقِیْکَ وَاَنْتَ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ قَالَ اسْتَسْقَاکَ عَبْدِیْ فُلَانٌ فَلَمْ تَسْقِہٖ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّکَ لَوْ سَقَیْتَہٗ وَجَدْتَ ذٰلِکَ عِنْدِیْ رواہ مسلم

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خداوند تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا۔ کہ اے آدم کے بیٹے میں بیمار ہوا لیکن تو نے میری عیادت نہیں کی وہ جواب میں کہے گا۔ اے میرے پروردگار کہ میں کس طرح تیری عیادت کرسکتا تھا۔ حالانکہ تو دونوں جہان کا پالنے والا ہے خداوند تعالیٰ کہے گا کیا تجھ کو یاد نہیں کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہوا اور تو نے اس کی عیادت نہیں کی اگر اس کی عیادت کرتا تو مجھ کو اس کے پاس ہی پاتا۔ یعنی میری خوشنودی تجھ کو وہاں نصیب ہوتی پھر خداوند تعالیٰ پوچھے گا اے آدم کے بیٹے میں نے تجھ سے کھانا مانگا اور تو نے مجھ کو کھانا نہیں کھلایا وہ جواب میں کہے گا۔ اے پروردگار میں کیونکر تجھ کو کھلا سکتا تھا۔ تو تو دونوں جہان کا پالنے والا ہے۔ خداوند تعالیٰ کہے گا۔ تجھ کو یاد نہیں میرا فلاں بندہ تجھ سے کھانا مانگنے آیا تھا تو نے اس کو کھانا نہیں کھلایا اگر تو اس کو کھانا کھلا دیتا تو مجھ کو (یعنی میری خوشنودی کو) اس کے پاس پاتا۔ پھر خداوند تعالیٰ پوچھے گا۔ آدم کے بیٹے میں نے تجھ سے پانی مانگا اور تو نے مجھ کو پانی نہیں پلایا۔ وہ عرض کرے گا پروردگار میں تجھ کو کیونکر پانی پلا سکتا تھا تو تو دونوں جہان کا پالنے والا ہے خداوند تعالیٰ فرمائے گا۔ میرے فلاں بندہ نے تجھ سے پانی مانگا تو نے اس کو پانی نہیں پلایا۔ تجھ کو معلوم نہیں اگر تو اس کو پانی پلا دیتا تو مجھ کو اس کے پاس پاتا

خطبۂ یوم الجمعۃ ۱۲ر جمادی الثانی ۱۳۸۰ھ مطابق ۲ دسمبر ۱۹۶۰ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ — لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ وکفٰی وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفٰی اما بعد

بارگاہِ الٰہی[۱] میں سچّے مومن کون لوگ ہیں

ان[۲] ہی سچّے مومنوں سے مغفرت اور اجرِ عظیم[۳] کا وعدہ، اور عزّت کا رزق دینے کا وعدۂ الٰہی، قیامت[۴] کے دن کفّار کے ساتھ سلوکِ الٰہی

بارگاہِ الٰہی میں سچّے مومن کون لوگ ہیں

پہلا شاہد

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْھِمْ اٰیٰتُہٗ زَادَتْھُمْ اِیْمَانًا وَّ عَلٰی رَبِّھِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ ○ اَلَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ ○ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَھُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ وَ مَغْفِرَۃٌ وَّ رِزْقٌ کَرِیْمٌ ○

(سورۃ الانفال رکوع ۱ پارہ ۹)

ترجمہ: ایمان والے وہی ہیں جب اللہ کا نام آئے تو ان کے دل ڈر جائیں اور جب اس کی آیتیں ان پر پڑھی جائیں تو اُن کا ایمان زیادہ ہو جاتا ہے اور وہ اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں، وہ جو نماز قائم کرتے ہیں اور جو ہم نے انہیں رزق دیا ہے، اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ یہی سچّے ایمان والے ہیں۔ ان کے رب کے ہاں ان کے لئے درجے ہیں اور بخشش ہے اور عزت کا رزق ہے۔

حاصل

ان آیات کا یہ ہے کہ اِنَّمَا عربی زبان میں کلمہ حصر کا ہے یعنی مومن فقط یہی لوگ ہیں جن کی آگے صفتیں مذکور ہیں:

پہلی صفت جب اللہ تعالیٰ کا نام آئے، تو وہ ڈر جاتے ہیں اور[۲] جب اللہ تعالےٰ کی آیتیں اُن پر پڑھی جائیں تو ان آیتوں کے سننے سے اُن کے ایمان میں زیادتی ہوتی ہے (ایمان تو پہلے بھی تھا۔ اب ان پر عمل کرنے کا عزم بالجزم بڑھتا ہے) اور[۳] وہ ہر معاملہ میں اپنے رب پر اچھے نتائج نکلنے کا بھروسہ رکھتے ہیں اور[۴] وہ لوگ عبادتِ خداوندی جو ہر مرد و زن پر لازم ہے باقاعدہ ادا کرتے ہیں۔ یعنی نماز باقاعدہ پڑھتے[۵] ہیں اور اللہ تعالےٰ کے دیئے ہوئے رزق میں سے باقاعدہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے خرچ کرتے ہیں۔ کم از کم زکوٰۃ تو ادا کرتے ہیں یہی سچّے اور کھرے مومن ہیں۔ ان کے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کے نیک عملوں کے سبب بخشش اور عزت کا رزق ہے۔

نتیجہ

جو شخص اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے یہ دو نعمتیں حاصل کرنا چاہے وہ مذکورۃ الصدر پانچ صفتیں اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرے وما علینا الا البلاغ واللہ یھدی من یشآء الی صراط مستقیم ○

ان مذکورۃ الصدر پانچ صفتوں سے متّصف حضرات نے اللہ تعالیٰ سے ایک عجیب سودا کیا اور اس میں بڑا نفع پایا۔ یعنی فانی نعمتیں دیں اور باقی رہنے والی نعمتیں اللہ تعالیٰ سے خرید لیں۔ ان حضرات کی خوش نصیبی پر رشک آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک مسلمان کو ایسے سودا کرنے کی توفیق عطا فرمائے کہ فانی نعمتیں دیں اور اللہ تعالیٰ سے سدا رہنے والی نعمتیں معاوضہ میں لیں۔

مثلاً

ایک شخص عمر فانی اللہ تعالیٰ کے دین کی خدمت کے لئے وقف کرتا ہے۔ کسی سے اپنی حاجت کا اظہار نہیں کرتا اور عُسر و یُسر میں اللہ تعالیٰ کے دین کی خدمت نباہے جا رہا ہے۔ اس شخص نے فانی عمر کو اللہ تعالیٰ کے نام پر وقف کر کے اللہ تعالیٰ سے آخرت کی نعمتیں خرید لیں۔ یہ تو بڑا سستا سودا ہے۔ فانی چیز دی اور باقی رہنے والی بہشت اللہ تعالیٰ سے لی۔

رزق کا سوال ہی نہیں

ایسے خدا پرست لوگ اپنا یا اپنے بال بچوں کا کبھی یہ خیال نہیں کرتے کہ بچے کہاں سے کھائیں گے کسی اللہ والے نے کیا خوب فرمایا ہے

خدا خود میر ساماں است اربابِ توکّل را

دُوسرا شاہد

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَھَاجَرُوْا وَجٰھَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ اٰوَوْا وَّ نَصَرُوْٓا اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّرِزْقٌ کَرِیْمٌ ○

(سورۃ الانفال رکوع ۱۰ پارہ ۱۰)

ترجمہ: اور جو لوگ ایمان لائے اور اپنے گھر چھوڑے اور اللہ کی راہ میں لڑے اور جن لوگوں نے انہیں جگہ دی اور ان کی مدد کی وہی سچّے مسلمان ہیں۔ ان کے لئے بخشش اور عزت کا رزق ہے۔

حاصل

کہ[۱] جو لوگ ایمان لائے اور اسلام کے سربلند کرنے کی خاطر اپنے گھر بار بھی قربان کر دیئے۔ یعنی گھر بار قربان کر کے نکل آئے اور دوسرے[۲] وہ مسلمان جنہوں نے ان مہاجرین کو اپنے ہاں جگہ دی کہ آئیے آئیے شوق سے آئیے۔ آپ ہمارے مسلمان بھائی ہیں لہٰذا ہماری زمینوں میں آ کر آباد ہو جایئے۔ علاوہ ازیں جو خدمت ہم سے ہو گی، ہم آپ

کی ہر خدمت کو رضائے الٰہی حاصل کرنے کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں سے یہ

دونوں قسم

کے حضرات اپنے اخلاص اور اعمال صالحہ کی برکت سے مقبول ہوئے و ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاءُ

اللہ والوں

کو یقین ہوجاتا ہے کہ رزق کا ٹھیکہ تو اللہ تعالیٰ نے خود لے لیا ہے۔ ہماری سردردی اس میں فضول اور لایعنی ہے۔

گوش ہوش سے سنئے

قولہ تعالیٰ: وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا ــــ الآیۃ

(پارہ ۱۲ - سورہ ہود - رکوع ۱)

ترجمہ: اور زمین پر کوئی چلنے والا نہیں مگر اس کی روزی اللہ پر ہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے

روزی بہم پہنچانے کا اعلان فرمایا ہے اور ذمہ لیا ہے۔ پھر بھی جو فرائض من جانب اللہ ہیں انہیں ضائع کرکے روزی کمانا یہ خدا تعالیٰ پر بے اعتمادی نہیں ہے تو اور کیا ہے؟

بھائی صاحب!

تم کچھ بھی نہ کرو۔ فقط بیٹھ کر خدا تعالیٰ کے بھروسے پر خدا تعالیٰ کو یاد کرو۔ دیکھو روزی پہنچاتا ہے یا نہیں!

آزما کر

تو دیکھو۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ کیسا سچا نکلتا ہے اعلان خداوندی ملاحظہ ہو:۔

وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ حَدِيثًا

(سورۃ النساء رکوع ۱۱ پارہ ۵)

ترجمہ: اور اللہ سے بڑھ کر کس کی بات سچی ہو سکتی ہے۔

جاء استاد خالی است

اصل بات یہ ہے کہ جن حضرات کو اعتماد علی اللہ والوں کی صحبت نصیب ہو جاتی ہے وہ بقول ع

جیسے میوہ ز میوہ رنگ گیرد

وہ حضرات تو اللہ تعالیٰ کے دین کی خدمت کرنے میں محض اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنا سیکھ جاتے ہیں اور جنہیں صحبت اللہ والوں کی نصیب نہ ہو وہ شاذونادر ہی اس منزل پہ پہنچ سکتے ہیں۔

نمبر ۴ مضمون

قیامت کے دن کفار کے ساتھ سلوک الٰہی

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَن تُغْنِيَ عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُم مِّنَ اللَّهِ شَيْئًا ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمْ وَقُودُ النَّارِ ۝ كَدَأْبِ آلِ فِرْعَوْنَ وَالَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۚ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ بِذُنُوبِهِمْ ۗ وَاللَّهُ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝ قُل لِّلَّذِينَ كَفَرُوا سَتُغْلَبُونَ وَتُحْشَرُونَ إِلَىٰ جَهَنَّمَ ۚ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝

(سورہ آل عمران رکوع ۲ پارہ ۳)

ترجمہ: بیشک جو لوگ کافر ہیں، ان کے مال اور ان کی اولاد اللہ کے مقابلے میں ہرگز کام نہیں آئیں گے اور وہ دوزخ کا ایندھن ہیں جس طرح فرعون والوں اور ان سے پہلے لوگوں کا معاملہ تھا۔ انہوں نے ہماری نشانیوں کو جھٹلایا۔ پھر اللہ نے ان کے گناہوں کے سبب سے انہیں پکڑا اور اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔ کافروں کو کہہ دے کہ اب تم مغلوب ہوگے اور دوزخ کی طرف اکٹھے کئے جاؤ گے اور وہ برا ٹھکانہ ہے۔

حاصل

آیات مذکورۃ الصدر کا حاصل یہ ہے کہ کافروں کو مال کی بہتات اور اولاد کی کثرت پر ناز نہیں کرنا چاہئے۔ مال یا اولاد بد عملوں کو دوزخ سے نہیں بچا سکیں گے۔ جو لوگ مال کی بہتات پر نازاں اور اولاد کی کثرت پر بھروسہ رکھتے ہیں، وہ متنبہ ہو جائیں اللہ تعالیٰ کے غضب کے مقابلہ میں یہ کوئی چیز نہیں ہیں۔ یہ چیزیں ان گنہگاروں کو دوزخ سے نہیں بچا سکیں گی۔

تکذیب آیات الٰہی

کرنے والوں کو عذاب الٰہی سے کوئی بچا نہیں سکتا۔ اسی لئے تو ارشاد الٰہی نازل ہو رہا ہے کہ کافروں سے کہہ دو کہ خدا پرستوں کے لشکر کے سامنے تمہیں مغلوب کیا جائے گا اور پھر مرنے کے بعد جہنم رسید کیے جاؤ گے اور وہ برا ٹھکانہ ہے۔

مومنوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد کا ہونا

تم نے غزوۂ بدر میں ملاحظہ نہیں کیا کہ کافر ایک ہزار تھے جن کے پاس سات سو اونٹ اور ایک سو گھوڑے تھے۔ دوسری طرف مسلمان مجاہدین تین سو سے کچھ اوپر تھے جن کے پاس کل ستر اونٹ دو گھوڑے چھ زرہیں اور آٹھ تلواریں تھیں اور تماشا یہ تھا کہ ہر ایک فریق کو حریف مقابل اپنے سے دُگنا نظر آتا تھا جس کا نتیجہ یہ تھا کہ کفار کے دل مسلمانوں کی کثرت کا تصور کرکے مرعوب ہوتے تھے اور مسلمان اپنے سے دُگنی تعداد دیکھ کر اور زیادہ حق تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتے اور کامل توکل و استقلال سے خدا تعالیٰ کے وعدہ

" ان یکن منکم مائۃ صابرۃ یغلبوا مائتین۔"

پر اعتماد کرکے فتح و نصرت کی امید رکھتے تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مسلمانوں کو فتح عظیم عطا فرمائی اور جنگ بدر میں کفار کے ستر بڑے بڑے سردار مارے گئے اور ستر قید ہوئے۔ اس طرح کفر کا زور ٹوٹا۔ سورہ انفال میں عموماً اسی واقعہ کے اظہار و متعلقات کا بیان ہوا ہے۔

حق پرستوں

کے لئے یہ عبرت ناک واقعہ ہے کہ باوجود قلت تعداد اور قلت اسلحہ کے مسلمان فتح عظیم پاتے ہیں۔ وَذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۝

ذیل میں شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ کی وہ تقریر شائع کی جارہی ہے جو آپ نے انجمن حمایت اسلام کے چھیاسٹھویں سالانہ اجلاس میں ۳؍ دسمبر ۱۹۶۰ء ہفتہ کے روز ۱۲ بجے خان بہادر ایم عبدالرحمٰن خان صاحب آف ڈھاکہ کی صدارت میں پڑھی تھی۔

مضمون کا عنوان

انسان کا بحیثیت انسان ہونے کے فرضِ اصلی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ۔ اَمَّا بَعْد

حضرات! اگر غور سے دیکھا جائے۔ تو انسان ایک مجموعہ مخلوقات الٰہی کا معلوم ہوتا ہے۔ مثلاً پتھروں کی طرح ایک جسم بھی ہے جس میں طول عرض اور عمق پایا جاتا ہے اور پھر دیکھا جائے۔ تو جسم نامی بھی ہے یعنی طول عرض اور عمق کے سوا درختوں کی طرح اس میں نمو یعنی بڑھنے کی خاصیت بھی پائی جاتی ہے۔ جو پتھروں میں نہیں ہوتی۔ اور علاوہ ایک جسم نامی ہونے کے ایک حیوان بھی ہے۔ جیسے عربی میں متحرک بالارادہ کہا جاتا ہے۔ یعنی اپنے ارادہ سے نقل و حرکت کرنے والا۔ یہ چیز پتھروں اور درختوں میں نہیں تھی۔ اس لئے اس صفت کے پائے جانے سے انسان ایک جسم نامی متحرک بالارادہ تو ہو گیا۔ انسان میں ایک اور چیز بھی خدا تعالیٰ نے رکھی ہے کہ

اللہ تعالیٰ

کی پیدا کردہ چیزوں کی حکمتوں پر غور کرتا ہے اس غور و فکر میں مؤمن کی تخصیص نہیں ہے بلکہ بعض اوقات کافر بھی غور و فکر کرنے کے بعد خدا تعالیٰ کی حکمتوں کو پا لیتے ہیں۔ چنانچہ آج کل یورپ میں بکثرت ایسے آدمی پائے جاتے ہیں۔ جو طرح طرح کی ایجادات سے اپنے ملک کو انتہائی مادی ترقی پر پہنچا رہے ہیں اور روحانیات کے معاملہ میں بالکل فیل ہیں۔

حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کی پہچان

کے معاملہ میں بھی فیل ہیں۔ ثبوت ملاحظہ ہو۔

وَاِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَاُمِّیَ اِلٰھَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ ط قَالَ سُبْحٰنَکَ مَا یَکُوْنُ لِیْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَیْسَ لِیْ بِحَقٍّ ط اِنْ کُنْتُ قُلْتُہٗ فَقَدْ عَلِمْتَہٗ ط تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِکَ ط اِنَّکَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ۵ (سورہ المائدۃ رکوع ۱۶ پارہ ۷)

ترجمہ:- اور جب اللہ فرمائیگا۔ اے عیسٰی بیٹے مریم کے۔ کیا تُو نے لوگوں سے کہا تھا۔ کہ خدا کے سوا مجھے اور میری ماں کو بھی خدا بنا لو۔ وہ عرض کرے گا۔ تو پاک ہے۔ مجھے لائق نہیں۔ کہ ایسی بات کہوں۔ کہ جس کا مجھے حق نہیں۔ اگر میں نے یہ کہا ہو گا۔ تو تجھے ضرور معلوم ہو گا۔ جو میرے دل میں ہے۔ تُو جانتا ہے۔ اور جو تیرے دل میں ہے۔ وہ میں نہیں جانتا۔ بے شک تو ہی چھپی ہوئی باتوں کو جاننے والا ہے۔

یہ لوگ ہیں۔ دُنیاوی ایجادات
میں حیران کن۔ مثلاً ہوائی جہاز
وائرلیس وغیرہ ایجاد کرنا۔

اور اللہ تعالےٰ کے معاملہ میں بالکل کودن دماغ۔ یہ نہیں سمجھتے۔ کہ اللہ تعالیٰ تمام جہان کے باپوں اور ماؤں کو پیدا کرتا ہے۔ اور ایک ...... عورت کے پیٹ سے خدا کیسے پیدا ہو سکتا ہے۔ یہ بات مان لینی کیسی غیر معقول چیز ہے۔

ہوا میں اُڑنا

یہ بھی کوئی انسان کا کمال نہیں ہے۔ میرے بعض دوستوں نے جو پنجاب کے رہنے والے ہیں۔ انہوں نے سُنایا ہے۔ کہ چمگادڑ رات کو اُڑ کر کشمیر جاتا ہے۔ اور وہاں جا کر رات کو پھل کھاتا ہے۔ اور پھر اُڑ کر اپنی جگہ پنجاب میں پہنچ جاتا ہے۔ یہاں آ کر درختوں پر لٹک جاتا ہے جو اس کی عادت ہے۔ چنانچہ کشمیر سے جو تازہ پھل کھا کر آتا ہے۔ کچھ اپنے پنجوں میں لے آتا ہے۔ اور یہاں آ کر بعض اوقات اس کے پنجوں سے گر جاتا ہے، جو پھل کہ خاص کشمیر کا ہوتا ہے۔

لہٰذا

معلوم ہوُا۔ کہ ہوائی جہاز کا ایجاد کر لینا یہ بھی انسان کا اصلی کمال نہیں ہے۔ کیونکہ تیز اُڑنا تو پرندوں میں بھی پایا جاتا ہے۔

معروضات سابقہ

کا حاصل یہ نِکلا۔ کہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہونا یہ کوئی انسانیّت کا کمال نہیں ہے۔ یہ کمال تو حیوانات میں بھی پایا جاتا ہے۔ بہت جلدی نشو و نما پانا یہ بھی انسان کا اصلی کمال نہیں ہے۔ ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے کے بعد ایک سال میں اونٹ اور ہاتھی اتنے قدآور ہو جاتے ہیں۔ کہ انسان چھ سال میں اتنا قدآور نہیں ہوتا۔ لہٰذا معلوم ہوُا۔ کہ قد و قامت میں بڑھ جانا یہ بھی کوئی انسانی کمال نہیں ہے۔ زیادہ کھانا یہ بھی کوئی انسانی کمال نہیں ہے۔ کھانے کے معاملہ میں تو ہاتھی اور اونٹ انسان سے چوگنے سے بھی زیادہ کھا جاتے ہیں۔ خوبصورتی صورت کی کوئی انسان میں کمال نہیں ہو سکتا اگر صورت کی خوبصورتی میں کمال ہے۔ تو پھر اس سے تو مور زیادہ خوبصورت ہے۔

معلوم ہوُا

کہ رنگ و رُوپ کی خوبصورتی بھی انسانی کمال نہیں ہے۔

انسان کا اصلی کمال

فقط وہ ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیان فرمایا ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ۵ (سورۃ الذاریات ع ۳ پ ۲۷)

ترجمہ:- اور میں نے جن اور انسان کو جو بنایا ہے۔ تو صرف اپنی بندگی کیلئے۔

لہٰذا

اب انسان کا کمال بلحاظ قرآن مجید کے اعلان کے دیکھا جائے گا۔ کہ جو شخص اللہ تعالےٰ کی طرف سے تجویز کردہ پروگرام عبدیت کا پابند ہو گا۔ وہ اللہ تعالےٰ کے ہاں قابلِ عزّت ہو گا۔ اور اللہ تعالیٰ کے ہاں قابلِ عزّت ہستیوں کا ٹھکانا جنّت ہو گا۔ اور جو لوگ پروگرام بندگی کا جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے ظاہر ہوُا ہے۔ اِس پر عامل نہیں ہیں۔ وہ مجرم ہیں۔

اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہوگا۔

اب وہ پروگرام ملاحظہ ہو۔

عَنْ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ بَیْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ ذَاتَ یَوْمٍ اِذْ طَلَعَ عَلَیْنَا رَجُلٌ شَدِیْدُ بَیَاضِ الثِّیَابِ شَدِیْدُ سَوَادِ الشَّعْرِ لَا یُرٰی عَلَیْہِ اَثَرُ السَّفَرِ وَ لَا یَعْرِفُہٗ مِنَّا اَحَدٌ حَتّٰی جَلَسَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ فَاَسْنَدَ رُکْبَتَیْہِ اِلٰی رُکْبَتَیْہِ وَ وَضَعَ کَفَّیْہِ عَلٰی فَخِذَیْہِ وَ قَالَ یَا مُحَمَّدُ اَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِسْلَامِ قَالَ الْاِسْلَامُ اَنْ تَشْہَدَ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَ تُقِیْمُ الصَّلٰوۃَ وَ تُؤْتِی الزَّکٰوۃَ وَ تَصُوْمُ رَمَضَانَ وَ تَحُجُّ الْبَیْتَ اِنِ اسْتَطَعْتَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا۔ قَالَ صَدَقْتَ فَعَجِبْنَا لَہٗ یَسْئَلُہٗ وَ یُصَدِّقُہٗ قَالَ فَاَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِیْمَانِ قَالَ اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰہِ وَ مَلٰٓئِکَتِہٖ وَ کُتُبِہٖ وَ رُسُلِہٖ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَ تُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَ شَرِّہٖ قَالَ صَدَقْتَ۔ الحدیث۔

ترجمہ :- حضرت عمرؓ بن الخطاب سے روایت ہے۔ کہ ایک دن ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے۔ کہ اچانک ایک شخص حاضر ہوا جس کے کپڑے نہایت سفید تھے۔ بال نہایت سیاہ۔ اس پر سفر کا کوئی اثر نہ تھا۔ اور نہ ہم میں سے کوئی اُسے جانتا تھا۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زانو کے ساتھ زانو ملا کر بیٹھ گیا۔ اور اپنے دونوں ہاتھ اپنی رانوں پر رکھ لئے۔ اور عرض کیا۔ اے محمدؐ! مجھ کو اسلام کی حقیقت سے آگاہ فرمایئے۔ آپؐ نے فرمایا۔ اسلام یہ ہے۔ کہ تو اس امر کا اعتراف کرے اور شہادت دے۔ کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اور محمدؐ خدا کے رسول ہیں۔ اور (پھر) تو نماز ادا کرے۔ زکوٰۃ دے۔ رمضان کے روزے رکھے اور خانہ کعبہ کا حج کرے۔ اگر تجھ کو زادِ راہ میسّر ہو۔ اُس شخص نے (یہ سُن کر) عرض کیا۔ آپ نے سچ فرمایا۔ ہم لوگ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے۔ کہ یہ شخص دریافت بھی کرتا ہے۔ اور تصدیق بھی کرتا ہے پھر اُس نے پوچھا۔ ایمان کی حقیقت بیان فرمایئے آپؐ نے فرمایا۔ (ایمان یہ ہے۔ کہ) تو اللہ پر۔ اُس کے فرشتوں پر۔ اُس کی کتابوں اور رسولوں پر، قیامت کے دن پر اور تقدیر کی بھلائی پر (یقین و) ایمان رکھے۔ (یہ سُن کر اس) شخص نے کہا۔ آپؐ نے سچ فرمایا۔ (الیٰ آخر الحدیث)۔

نماز پڑھنے کا فائدہ

عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ مِفْتَاحُ الْجَنَّۃِ الصَّلٰوۃُ وَ مِفْتَاحُ الصَّلٰوۃِ الطُّہُوْرُ (رواہ احمد)

ترجمہ :- حضرت جابرؓ سے روایت ہو کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جنّت کی کنجی نماز ہے۔ اور نماز کی کنجی وضو ہے۔

نماز اور وضو کا فائدہ

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ الصَّنَابِحِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ اِذَا تَوَضَّاَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ فَتَمَضْمَضَ خَرَجَتِ الْخَطَایَا مِنْ فِیْہِ وَ اِذَا اسْتَنْثَرَ خَرَجَتِ الْخَطَایَا مِنْ اَنْفِہٖ وَ اِذَا غَسَلَ وَجْہَہٗ خَرَجَتِ الْخَطَایَا مِنْ وَجْہِہٖ حَتّٰی تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ اَشْفَارِ عَیْنَیْہِ فَاِذَا غَسَلَ یَدَیْہِ خَرَجَتِ الْخَطَایَا مِنْ یَدَیْہِ حَتّٰی تَخْرُجَ مِنْ اَظْفَارِ یَدَیْہِ فَاِذَا مَسَحَ بِرَاْسِہٖ خَرَجَتِ الْخَطَایَا مِنْ رَّاْسِہٖ حَتّٰی تَخْرُجَ مِنْ اُذُنَیْہِ فَاِذَا غَسَلَ رِجْلَیْہِ خَرَجَتِ الْخَطَایَا مِنْ رِّجْلَیْہِ حَتّٰی تَخْرُجَ مِنْ اَظْفَارِ رِجْلَیْہِ ثُمَّ کَانَ مَشْیُہٗ اِلَی الْمَسْجِدِ وَ صَلٰوتُہٗ نَافِلَۃً لَّہٗ۔ رواہ مالک والنّسائی۔

ترجمہ :- حضرت عبداللہؓ الصنابحی سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے۔ کہ جب مومن بندہ وضو کا ارادہ کرتا ہے۔ پس کلّی کرتا ہے۔ تو اس کے منہ سے گناہ نکل جاتے ہیں۔ اور جب ناک جھاڑتا ہے۔ تو ناک کے راستہ سے گناہ نکل جاتے ہیں۔ اور جب منہ دھوتا ہے۔ تو گناہ چہرہ (اور آنکھوں کے) نکل جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ پلکوں کے نیچے کے گناہ بھی نکل جاتے ہیں۔ اور جب ہاتھ دھوتا ہے۔ تو دونوں ہاتھوں کے گناہ دُھل جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ ہاتھوں کے ناخنوں کے نیچے کے گناہ بھی۔ اور جب سر کا مسح کرتا ہے۔ تو سر کے گناہ نکل جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ کانوں کے گناہ بھی۔ اور جب پاؤں کو دھوتا ہے تو پاؤں کے گناہ نکل جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ پاؤں کے ناخنوں کے گناہ بھی۔ پھر وہ مسجد کی طرف چلتا ہے۔ اور اس کی نماز اس کے (اعمال میں) زیادہ ہو جاتی ہے۔

نمازِ عشاء بجماعت پڑھنے کا ثواب

عَنْ عُثْمَانَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ مَنْ صَلَّی الْعِشَاءَ فِیْ جَمَاعَۃٍ فَکَاَنَّمَا قَامَ نِصْفَ اللَّیْلِ وَ مَنْ صَلَّی الصُّبْحَ فِیْ جَمَاعَۃٍ فَکَاَنَّمَا صَلَّی اللَّیْلَ کُلَّہٗ۔ رواہ مسلم۔

ترجمہ :- حضرت عثمانؓ نے کہا۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے عشاء کی نماز جماعت سے پڑھی۔ اس نے گویا آدھی رات عبادت کی۔ اور جس نے صبح کی نماز جماعت سے ادا کی۔ اس نے گویا ساری رات عبادت کی۔

نماز نہ پڑھنے کا گناہ

تاکہ آپ قیامت کے دن یہ عذر نہ کر سکیں۔ کہ اے اللہ! ہمیں تو پتہ ہی نہیں تھا۔

عَنْ بُرَیْدَۃَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ اَلْعَہْدُ الَّذِیْ بَیْنَنَا وَ بَیْنَہُمُ الصَّلٰوۃُ فَمَنْ تَرَکَہَا فَقَدْ کَفَرَ۔ رواہ احمد والترمذی والنسائی و ابن ماجۃ۔

ترجمہ :- حضرت بریدہؓ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ ہمارے اور منافقوں کے درمیان جو عہد ہے۔ وہ نماز ہے۔ پس جس نے نماز کو چھوڑ دیا۔ وہ کافر ہو گیا۔

زکوٰۃ نہ ادا کرنے کی سزا

عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ مَنْ اٰتَاہُ اللّٰہُ مَالًا فَلَمْ یُؤَدِّ زَکٰوتَہٗ مُثِّلَ لَہٗ مَالُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ شُجَاعًا اَقْرَعَ لَہٗ زَبِیْبَتَانِ یُطَوَّقُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ثُمَّ یَاْخُذُ بِلِہْزِمَتَیْہِ یَعْنِیْ شِدْقَیْہِ ثُمَّ یَقُوْلُ اَنَا مَالُکَ اَنَا کَنْزُکَ ثُمَّ

تلا وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ الآیۃ رواہ البخاری۔

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہؓ نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جس شخص کو اللہ (تعالیٰ) نے مال عطا کیا۔ اور اس نے زکوٰۃ ادا نہیں کی۔ تو اس کے مال کا قیامت کے دن ایک گنجا سانپ بنایا جائے گا۔ جس کی آنکھوں میں دو سیاہ نقطے ہوں گے۔ اور سانپ کو طوق بنا کر اس کے گلے میں ڈالا جائیگا۔ پھر یہ سانپ اس شخص کی دونوں باچھیں پکڑے گا۔ اور کہے گا۔ میں تیرا مال اور تیرا خزانہ ہوں۔ اس کے بعد آپؐ نے یہ آیت پڑھی:۔

وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ الخ

یعنی یہ گمان نہ کریں۔ وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں۔ آخر آیت تک۔

باوجود فرض ہونے حج کے۔ حج نہ کرنے کی سزا

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ یَمْنَعْہُ مِنَ الْحَجِّ حَاجَۃٌ ظَاھِرَۃٌ اَوْ سُلْطَانٌ جَائِرٌ اَوْ مَرَضٌ حَابِسٌ فَمَاتَ وَلَمْ یَحُجَّ فَلْیَمُتْ اِنْ شَاءَ یَھُوْدِیًّا وَاِنْ شَاءَ نَصْرَانِیًّا رواہ الدارمی

ترجمہ:۔ حضرت ابوامامہؓ کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جس شخص کو حج سے نہ روک رکھا ہو ظاہری حاجت نے۔ یا ظالم بادشاہ نے۔ یا خطرناک مرض نے۔ اور وہ مر گیا۔ اور حج نہ کیا۔ پس اس کو اختیار ہے۔ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ جس شخص پر حج فرض ہو چکا ہو۔ یعنی زادِ راہ موجود ہو۔ اور نہ کوئی ظالم بادشاہ روکنے والا ہو۔ اور نہ کسی مہلک بیماری کا بیمار ہو۔ پھر خواہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر مرے۔ اس شخص پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنا غصہ ہے۔

العیاذ باللہ العظیم ۰

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات ۱۱ جمادی الثانی ۱۳۸۰ھ مطابق یکم دسمبر ۱۹۶۰ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

بندۂ خدا ——— اور ——— بندۂ ہوا

انسانوں کی دو قسمیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۰ الحمد للہ وکفٰی وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفٰی اما بعد

میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس مجلس میں شریک ہونے کی توفیق عطا فرمائی۔ لاہور کے گرد و نواح میں اتنا بڑا حلقہ ذکر کہیں نہیں ہوتا۔

وہ حدیث کئی مرتبہ پیش کر چکا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے گلیوں بازاروں میں پھرتے ہیں اور جہاں ذاکر آدمی جمع ہوتے ہیں وہاں گھیرا ڈال لیتے ہیں اور ایک دوسرے کے اوپر چڑھتے چڑھتے آسمان دنیا تک پھیل جاتے ہیں۔ فرشتے نورانی اور پاک مخلوق ہیں۔ اس لئے ان کا بوجھ نہیں ہوتا۔ حلقۂ ذکر جتنا بڑا ہوتا ہے اسی قدر ملائکہ عظام زیادہ تعداد میں شامل ہوتے ہیں۔ بالآخر اللہ تعالیٰ حلقۂ ذکر میں شامل ہونے والوں کی مغفرت فرما دیتے ہیں لیکن یاد رکھو۔ جو نیک نیتی سے نہیں آئے گا بلکہ کسی اور مقصد کے لئے آئے گا۔ اس کی مغفرت نہیں ہو گی۔ جن کی نیت بد ہو گی، وہ بخشے نہیں جائیں گے۔ بعض آدمی بد نیتی سے آتے ہیں ان کو ثواب نہیں اُلٹا عذاب ہو گا۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو نیک نیتی سے آنے کی توفیق عطا فرمائے اور استقامت عطا فرمائے کہ اللہ کی رضا کے لئے آئیں۔ لائسنسداروں کے لائسنس کی تجدید سال کے بعد ہوتی ہے مگر مغفرت اور بخشش کی تجدید ہر جمعرات کو ہو جاتی ہے۔

آج کی خاص چیز یہ ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے

اَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰـھَہٗ ھَوٰىہُ اَفَاَنْتَ تَکُوْنُ عَلَیْہِ وَکِیْلًا ۰ رکوع سورۃ الفرقان آیت

کیا تم نے اس شخص کو دیکھا جس نے اپنا خدا اپنی خواہش نفسانی کو بنا رکھا ہے پھر کیا تو اس کا ذمہ دار ہو سکتا ہے؟

انسانوں کی

دو قسمیں ہیں:

(۱) بندۂ خدا

(۲) بندۂ ہوا یعنی خواہش کا بندہ

بندۂ خدا وہ ہیں جن کے ہر کام میں رضائے الٰہی پیش نظر ہو۔ کپڑے اس لئے پہنتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنی ہے گرم کوٹ اس لئے پہنتے ہیں کہ نفس سردی اور ٹھنڈی ہوا کا عذر نہ کر سکے۔ نماز کے لئے بلاوا آیا اور فوراً مسجد میں پہنچ گئے جوتا اس لئے پہنتے ہیں کہ مسجد میں جانا ہے پاؤں پلید نہ ہوں۔ پاک پاؤں سے وضو کیا اور نماز کے لئے پہنچ گئے۔ جب مشق ہو جاتی ہے تو ہر کام میں خدا کی رضا ہوتی ہے۔

حدیث شریف میں ہے

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ

ہر کام کا مدار نیت پر ہے۔ اگر نیت نیک ہے تو کام اچھا ہے اور اگر نیت

بد ہے تو نیک کام بھی موجب عذاب ہوگا۔

مثلاً

زانی کو سنگسار کرنا ایک انسان کی جان لینی ہے۔ اگر رضاء الٰہی مطلوب ہے، تو زانی کو سنگسار کرنا نیکی ہے اور معاشرہ کی پاکیزگی کا سبب ہے۔ اس سے آئندہ یہ جرم نہیں بڑھے گا۔

زنا کی تعزیر کا ایک واقعہ

ہے کہ دو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لڑتے جھگڑتے آئے۔ ان میں سے ایک نے کہا ہمارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کیجئے۔ دوسرے نے کہا ہاں یا رسول اللہ! ہمارے درمیان کتاب اللہ کے موافق حکم کیجئے اور مجھ کو واقعہ عرض کرنے کی اجازت دیجئے۔ آپ نے فرمایا بیان کرو۔ اس نے کہا میرا بیٹا اس شخص کے ہاں مزدوری کرتا تھا۔ اس نے اس کی بیوی کے ساتھ زنا کیا۔ لوگوں نے مجھ سے کہا کہ تیرے بیٹے کو سنگسار کیا جائے گا۔ میں نے اس کے بدلہ میں سو بکریاں اور ایک لونڈی دے دی۔ پھر میں نے علماء سے مسئلہ پوچھا۔ انہوں نے کہا تیرے بیٹے کو سو درے لگائے جائیں گے اور ایک سال کے لئے جلا وطن کیا جائیگا اور سنگساری کی سزا اس عورت کو دی جائے گی۔ اس لئے کہ وہ شادی شدہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ واقعہ سن کر فرمایا خبردار! قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں تمہارے درمیان کتاب اللہ سے فیصلہ کردوں گا۔ تیری لونڈی اور تیری بکریاں تجھ کو واپس ملیں گی اور تیرے بیٹے کو سو کوڑوں کی سزا دی جائے گی اور ایک سال کے لئے جلا وطن کیا جائے گا۔ پھر آپ نے فرمایا اے انیس تو اس عورت کے پاس جا اگر وہ جرم کا اعتراف کرے تو اس کو سنگسار کر دے عورت نے اقرار کیا اور انیس نے اس کو سنگسار کیا۔

غرض

جو کام بھی کیا جائے اور اس میں اللہ تعالیٰ کی رضا مطلوب ہو تو وہ باعث برکت ہے۔ جن لوگوں کا مقصد رضاء الٰہی ہو وہ تو ہیں بندگان خدا اور جو نفس کی خواہش پر چلے، جو دل میں آیا وہ کر دیا پتہ بھی نہ چلا کہ اپنی عاقبت خراب کر لی۔ خدا تعالیٰ سے نہیں پوچھا۔ خود عالم نہیں اور کتاب وسنت کسی عالم سے بھی نہ پوچھا۔ اللہ تعالیٰ نے رزق دیا، رنڈیوں کو نذرانے آئے دن کو کمایا، رات کو سینما میں گنوایا اور خدا کو ناراض کر آئے۔ خواہشات نفسانی پر چلنے والے یہ لوگ

بندۂ ھوا

ہیں۔ بندۂ خدا اللہ تعالیٰ کو ناراض نہیں کرتا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا کر بری الذمہ ہو گئے ہیں سینما میں کنجریوں کو دیکھنے سے کیا خدا یاد آتا ہے۔

جو لوگ

شریعت کو پس پشت ڈال دیتے ہیں وہ ان کے ذمہ دار نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ اتباع شریعت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

حدیث شریف

میں ہے:

خِيَارُ عِبَادِ اللهِ إِذَا رُءُوا ذُكِرَ اللهُ

اللہ کے برگزیدہ بندے وہ ہیں کہ جب ان پر نظر پڑے تو خدا یاد آئے وہ خدا تعالیٰ کے نازل کردہ قانون قرآن مجید اور اس کی تشریح حدیث شریف کے متبع ہوتے ہیں اور کتاب وسنت کے خلاف کبھی نہیں کرتے۔

> خلاف پیمبر کسے راہ گزید
> کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی خلاف ورزی کرنے والے، سچے پکے اور کھرے مسلمان کیسے ہو سکتے ہیں پیمبر کے خلاف زندگی بسر کرکے کیا جنت میں جاؤ گے؟

بندگان ہوا

مقید نہیں ہوتے کہ خدا تعالیٰ راضی نہیں ہوگا تو نہیں کریں گے۔

بندۂ خدا

جو کام زندگی میں کرتے ہیں تو وہ خدا سے پوچھ کر کرتے ہیں اگر خود عالم نہیں تو کسی عالم سے پوچھ لیتے ہیں کتاب وسنت کے جاننے والے اگر کہیں کہ یہ کام ٹھیک ہے تو کر گزرو۔ اللہ والے تو ہر وقت ڈرتے رہتے ہیں اور بندۂ ہوا جو ہیں وہ سینما دیکھتے ہیں چکلے میں جاتے ہیں تم ان کو شریف مت سمجھو ہم تو انہیں کمینہ سمجھتے ہیں۔ ایسے گمراہ جو دنیا میں برائیاں کرکے آئے کیا وہ جنت میں بھیجے جائیں گے؟ ایسے بندگان ہوا جو کسی سے نہیں پوچھتے۔ ان کو جہنم میں جوتے پڑیں گے۔

اب

نبی تو نہیں آئیں گے، علماء کرام آتے ہیں اگر کوئی نبی آتا تو تم اس کی بھی توہین کرتے۔ کیا

علماء کرام

اپنے باپ کا دین تمہیں سکھاتے ہیں؟ وہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب ہیں۔

یہ عہد کرلیں

کہ خدا کی رضا حاصل کرنی ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اپنی رضا حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ سب کو ہدایت عطا فرمائے، سب کو توبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

خدا تعالیٰ کے احکام پہنچ چکے ہیں:

قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ

(پ ۳- آیت ۲۵۶ سورۃ البقرہ)

بیشک ہدایت گمراہی سے واضح ہو چکی ہے۔

اب آپ یہ نہ کہہ سکیں گے

رَبَّنَا مَا جَاءَنَا مِنْ نَذِيرٍ

اے اللہ! ہمیں تو کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا۔

یاد رکھو

خوش وہی رہتے ہیں جو اللہ کی رضا کے طالب ہوتے ہیں۔

مَنْ كَانَ لِلّٰهِ كَانَ اللّٰهُ لَهُ

اللہ تعالیٰ بندۂ خدا بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ بندہ ہوا بننے سے بچائے

(باقی بر صفحہ ۱۲)

جناب ایم عبدالرحمٰن صاحب لدھیانوی (شیخو پورہ)

اسلام میں بیٹی کا مقام

ظہورِ اسلام سے قبل عرب میں جو انسانیت سوز رسمیں مروج تھیں ان میں ایک رسم یہ تھی کہ باپ اپنی بیٹی کو نہایت سنگدلی اور بے رحمی سے زندہ زمین میں گاڑھ دیتا تھا۔ بعض تو تنگدستی اور شادی بیاہ کے اخراجات کے خوف سے یہ کام کرتے تھے اور بعض کو یہ عار تھی کہ ہم اپنی بیٹی جس کسی کو دیں گے وہ ہمارا داماد کہلائے گا۔

قرآن نے آگاہ کیا کہ ان مظلوم بچیوں کی نسبت بھی سوال کیا جائیگا۔ کہ کس گناہ پر ان کو قتل کیا تھا۔ یہ مت سمجھنا کہ ہماری اولاد ہے اس میں ہم جو چاہیں تصرف کریں بلکہ اولاد ہونے کی وجہ سے جرم اور زیادہ سنگین ہو جاتا ہے۔

(۱) حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ حضور انورؐ نے فرمایا کہ جو شخص کسی یتیم کو کھانے پینے کے لئے بلائے گا۔ اللہ تعالےٰ اس کے واسطے یقینا جنت واجب فرمائے گا۔ البتہ اگر اس نے کوئی ایسا گناہ کیا ہوگا جو قابلِ عفو نہیں (تو مجبوری ہے۔) اور جس نے تین لڑکیوں کو پرورش کیا اور ان پر شفقت کی نظر رکھی۔ ان کو ادب سکھلایا اللہ تعالےٰ اس کے واسطے بھی جنت واجب کرے گا۔ ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہؐ! جس نے دو لڑکیاں پرورش کی ہوں۔ فرمایا دو کا بھی یہی حکم ہے۔ لوگوں نے عرض کیا اگر کسی نے ایک کی پرورش کی ہو۔ فرمایا جس نے ایک کی پرورش کی ہو اس کا بھی یہی حکم ہے۔ اور جس شخص کی دو پیاری آنکھیں اللہ تعالےٰ نے لے لی ہوں اس کے واسطے بھی جنت واجب ہو جاتی ہے۔

(۲) حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں نبی اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جس شخص کی لڑکی ہو اور وہ اس کو زندہ درگور نہ کرے نہ اس کو ذلیل کرے نہ لڑکے کو لڑکی پر ترجیح دے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کو جنت میں داخل فرمائے گا۔ (مشکوٰۃ باب رحم علی المخلوق)

(۳ ا) جس نے تین بیٹیوں یا دو بہنوں یا دو بیٹیوں کی پرورش کی اور ان کو اچھی طرح سدھایا اور ان کی بھلائی کرتا رہا پھر شریف اور نیک آدمی سے اس کی شادی کر دی تو وہ شخص جنتی ہے۔ (ابوداؤد و ترمذی)

(۳ ب) حضرت سراقہ بن مالکؓ کا بیان ہے نبی انور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میں تم کو تمام صدقوں میں سے افضل صدقہ بتاتا ہوں۔ تمہاری وہ بیٹی جو تمہارے پاس واپس آگئی ہو اور تمہارے سوا اس کا کوئی نہ ہو اس کے ساتھ سلوک کرو۔

(۴) حضرت عبداللہؓ کہتے ہیں کہ نبی اقدس نے فرمایا کہ مخلوق اللہ تعالےٰ کی عیال ہے۔ لہٰذا تمام مخلوق سے بہتر خدا تعالےٰ کے نزدیک وہ شخص ہے جو اپنی عیال کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔

(۵) حضرت جابر ابن سمرہؓ کہتے ہیں حضور اکرمؐ نے فرمایا اپنے بچہ کو ادب سکھلانا ایک صاع صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔

(۶) حضرت انسؓ کہتے ہیں رسول انورؐ نے فرمایا جس شخص نے لڑکیوں کی اس حد تک پرورش کی کہ وہ حد بلوغ کو پہنچ گئیں تو میں اور وہ قیامت کے روز اس طرح ساتھ آئینگے۔ آپ نے اپنی دونوں انگلیاں ملا کر دکھلائیں

(۷) حضرت عائشہؓ کہتی ہیں ایک عورت دو بچیوں والی آکر مجھ سے سوال کرنے لگی اس وقت میرے پاس اس کو دینے کے واسطے سوائے ایک کھجور کے کچھ نہ تھا۔ میں نے اس کو وہی کھجور دے دی۔ اس نے وہ کھجور اپنی دونو لڑکیوں میں تقسیم کر دی۔ جب میرے پاس حضور اکرمؐ تشریف لائے تو میں نے آپ سے یہ واقعہ بیان کیا فرمایا جس شخص کی لڑکیاں ہوں اس کو چاہیے کہ ان کے ساتھ اچھے برتاؤ سے پیش آئے۔ کیونکہ وہ اس کے واسطے آگ سے پردہ ہوں گی۔ مشکوٰۃ (باب رحم علی المخلوق)

وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ۝ يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ۭ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰي هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِي التُّرَابِ ۭ اَلَا سَاۗءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ۝

(پ ۱۴ ع ۱۳)

(ترجمہ) اور جب ان میں کسی ایک کو بیٹی کی خوشخبری ملے تو سارا دن اس کا منہ سیاہ رہے۔ اور جی میں گھٹتا رہے لوگوں سے اس خوشخبری کی برائی کی وجہ سے چھپتا پھرے یا تو اس کو ذلت قبول کرکے رہنے دے یا اس کو مٹی میں داب دے۔ سنتا ہے برا فیصلہ کرتے ہیں۔

(مطلب) فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے ہیں مگر اپنے لئے بیٹیاں دیئے جانے پر رضا مند نہیں۔ جب مانگیں گے بیٹا مانگیں گے۔ ان میں سے کسی ایک کو اگر خبر دی جائے کہ تیرے گھر میں لڑکی پیدا ہوئی ہے تو نفرت و غم سے تیوری چڑھ جائے۔ اور دن بھر ناخوشی سے چہرہ بے رونق اور دل گھٹتا رہے کہ یہ ناشدنی مصیبت کہاں سے سر پر آئی۔ رسمی ننگ و عار کے تصور سے کہ لڑکی زندہ رہی تو کسی کو داماد بنانا پڑے گا۔ لوگوں کو منہ دکھانا نہیں چاہتا ادھر ادھر چھپتا پھرتا ہے۔ شب و روز اسی ادھیڑ بن میں لگا ہوا ہے اور تجویزیں سوچتا ہے کہ دنیا کی عار قبول کرکے لڑکی کو زندہ رہنے دے یا زمین میں اتار دے یعنی ہلاک کر ڈالے جیسا کہ جاہلیت میں بہت سے سنگدل لڑکیوں کو مار دیتے تھے۔ یا زندہ زمین میں گاڑ دیتے تھے۔ اسلام نے آکر اس رسم قبیح کو مٹایا۔ اور ایسا قلع قمع کیا کہ اسلام کے بعد سارے ملک میں اس بے رحمی کی ایک مثال بھی پیش نہیں کی جا سکتی۔

(زندہ رہنے کی صورت میں ایسا ذلیل معاملہ کرے گویا وہ اس کی اولاد ہی نہیں۔ بلکہ انسان بھی نہیں)

لڑکی قوائے جسمیہ و عقلیہ میں کمزور ہوتی ہے

اَمِ اتَّخَذَ مِمَّا يَخْلُقُ بَنٰتٍ وَّاَصْفٰىكُمْ بِالْبَنِيْنَ ۝ وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحْمٰنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ۝ اَوَمَنْ يُّنَشَّؤُا فِي الْحِلْيَةِ وَهُوَ فِي الْخِصَامِ غَيْرُ مُبِيْنٍ ۝

(پ ۲۵ ع ۵)

(ترجمہ) کیا اس نے اپنی مخلوقات میں سے بیٹیاں رکھ لیں اور تم کو چن کر بیٹے دیدیئے۔ اور جب ان میں سے کسی کو اس چیز کی خوشخبری ملے جسکو رحمٰن کا نام لگایا تو سارا دن اس کا منہ سیاہ رہے۔ اور وہ دل میں گھٹ رہا ہے۔ کیا ایسا شخص جو زیور میں پرورش پاتا ہے اور وہ جھگڑے میں بات نہ کہہ سکے۔

(التشریح) اللہ کی نعمتوں کو پہچان کر شکر ادا کرنا چاہیے تھا مگر صریح ناشکری پر

اتر آیا۔ اس سے بڑی گستاخی اور ناشکری کیا ہوگی کہ اس کے لئے اولاد تجویز کی جائے۔ وہ بھی بندوں میں سے۔ اور وہ بھی بیٹیاں، اول تو اولاد باپ کے وجود کا ایک جزو ہوتا ہے تو خداوند قدوس کے لئے اولاد تجویز کرنے کے یہ معنی ہوئے کہ وہ اجزا سے مرکب ہے اور مرکب کا حادث ہونا ضروری ہے۔ دوسرے ولد اور والد میں مجانست ہونی چاہیئے۔ وہ لو ایک جنس نہ ہوں۔ تو ولد یا والد کے حق میں عیب ہے یہاں مخلوق و خالق میں مجانست (جنس ہونا) کا تصور بھی نہیں ہو سکتا۔

تیسرے لڑکی باعتبار قوائے جسمیہ وعقلیہ کے عموماً لڑکے سے ناقص اور کمزور ہوتی ہے۔ گویا معاذ اللہ خدانے اپنے لئے اولاد بھی رکھی تو گھٹیا اور ناقص۔

کیا تم کو شرم نہیں آتی کہ اپنے حصہ میں عمدہ اور بڑھیا چیز اور خدا کے حصہ میں ناقص اور گھٹیا چیز لگاتے ہو۔ جو اولاد اُناث خدا کے لئے تجویز کر رہے ہیں وہ ان کے زعم میں ایسی عیب دار اور ذلیل و حقیر ہے کہ خود انہیں اس کے ملنے کی خوشخبری سنائی جائے۔ تو مارے رنج اور غصہ کے تیور بدل جائیں۔ اور دل ہی دل میں پیچ و تاب کھاتے رہیں۔

کیا خدا نے اولاد بنانے کے لئے لڑکی کو پسند کیا ہے جو عادتاً آرائش و زیبائش کی دلدادہ اور زیورات وغیرہ کے شوق میں مستغرق رہے جو کم عقلی کی دلیل ہے۔ اور وہ بوجہ ضعف قوت فکریہ کے مباحثہ کیوقت قوت بیانیہ بھی نہ رکھے۔

چنانچہ عورتوں کی تقریروں میں ذرا غور کرنے سے مشاہدہ ہوتا ہے کہ نہ اپنے دعوے کو کافی بیان سے ثابت کر سکیں نہ دوسرے کے دعوے کو رگرا سکیں۔ ہمیشہ ادھوری بات کہیں گی یا اس میں فضول باتیں ملا دیں گی۔ جنکو مطلوب میں کچھ دخل نہ ہو۔ کیونکہ اس سے مقصود کے بیان کرنے میں خلل پڑتا ہے۔

والدین پر حقوق اولاد

ماں باپ پر اولاد کے حقوق یہ ہیں:

(۱) نیک بخت عورت سے نکاح کرنا تاکہ اولاد صالح پیدا ہو۔

(۲) بچپن میں ان کو محبت سے پرورش کرنا بالخصوص لڑکیوں سے دل تنگ نہ ہونا۔ لڑکیوں کی پرورش کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ اگر انّا کا دودھ پلانا پڑے تو خلیق و دیندار انّا کو تلاش کرنا۔ کیونکہ دودھ کا اثر بچے کے اخلاق پر پڑتا ہے۔

(۳) بچوں کو علم دین و ادب سکھلانا

(۴) جب وہ نکاح کے قابل ہوں تو ان کا نکاح کر دینا۔ اگر لڑکی کا شوہر مر جائے تو نکاح ثانی ہونے تک اس کو اپنے گھر میں آرام سے رکھنا۔ اس کے مصارف ضروریہ کو برداشت کرنا۔

حقوق زوجین

شوہر کے ذمہ یہ حقوق ہیں:

(۱) اپنی وسعت کے موافق بیوی کے نان و نفقہ میں دریغ نہ کرے۔

(۲) اس کو مسائل دینیہ سکھلاتا رہے اور عمل نیک کی تاکید کرتا رہے۔

(۳) بیوی کے محارم و اقارب سے گاہ گاہ اس کو ملنے دے۔

(۴) اس کی کم فہمیوں پر اکثر صبر و سکوت کرے۔ اگر احیاناً تادیب کی ضرورت ہو، تو توسط کا لحاظ رکھے۔

زوجہ کے ذمہ یہ حقوق ہیں:

(۱) شوہر کی اطاعت اور ادب و خدمت و دلجوئی و رضاجوئی پورے طور سے بجا لائے البتہ غیر مشروع امر میں عذر کر دے۔

(۲) خاوند کی گنجائش سے زیادہ اس پر فرمائش نہ کرے۔

(۳) اس کا مال بلا اجازت خرچ نہ کرے

(۴) اس کے اقارب سے سختی نہ کرے جس سے شوہر کو رنج پہنچے۔ بالخصوص شوہر کے ماں باپ کو اپنا مخدوم المخدوم سمجھ کر ادب و تعظیم سے پیش آئے۔

اولاد پر حقوق والدین — در حیات

ماں باپ دنیوی نعمتوں کے ذرائع ہیں۔ ان کا حق شرعاً ثابت ہے۔

وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا (پ ۱۵ - ع ۳)

اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو۔ خدا تعالیٰ تو حقیقتاً بچہ کو وجود عطا فرماتا ہے۔ والدین اس کی ایجاد کا ظاہری ذریعہ ہیں۔ اسی لئے کئی آیتوں میں خدا تعالیٰ کے حقوق کے ساتھ والدین کے حقوق ذکر کئے گئے۔ حدیث میں ہے وہ شخص خاک میں مل گیا جس نے اپنے والدین کو پایا اور ان کی خدمت کرکے جنت حاصل نہ کی۔ ایک حدیث میں ہے کہ جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔ والدین کے ساتھ بھلائی کرنا یہ ہے کہ زندگی میں جان و مال سے ان کی خدمت اور دل سے تعظیم و محبت کرے ان کو ایذا نہ پہنچائے۔ اگرچہ ان کی طرف سے کچھ زیادتی ہو۔ قولاً فعلاً ان کی تعظیم کرے۔ مشروع امور میں ان کی اطاعت کرے۔ اگر ان کو حاجت ہو تو مال سے ان کی خدمت کرے۔ اگرچہ دونوں کافر ہوں۔ بڑھاپے میں خدمت کی احتیاج زیادہ ہوتی ہے۔ ان کے مقابلہ میں زبان سے "ہوں" بھی نہ کہو۔

حقوق والدین — بعد وفات

مرنے کے بعد ان کا جنازہ پڑھے ان کے لئے دعا و استغفار کرے۔ ان کے عہد تا مقدور پورا کرے۔ ان کے دوستوں کے ساتھ تعظیم و حسن سلوک سے اور ان کے اقارب کے ساتھ صلہ رحمی سے پیش آئے۔ نوافل و صدقات الیہ کا ثواب ان کو پہنچاتا رہے۔ ان کے ذمہ جو قرضہ ہو۔ اس کو ادا کرنے گاہ بگاہ ان کی قبر کی زیارت کیا کرے۔

جنازہ پڑھنا اور قبر کی زیارت کرنا صرف بیٹے کے لئے ہیں۔ باقی امور میں بیٹی کا بھی حق ہے۔

مرد عورت پر حاکم ہے

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ۔ الخ
(پ ۵ - ع ۳)

"مرد عورتوں پر حاکم ہیں"

اس آیت میں مرد اور عورت کے درجہ کو بتلاتے ہیں۔ مرد کا درجہ عورت کے درجہ سے اس لئے بڑھا ہوا ہے کہ مردوں کو عورتوں پر اللہ تعالیٰ نے حاکم اور نگران حال بنایا۔ نیک عورتیں مردوں کی تابعداری کرتی ہیں اور اللہ کے حکم کے موافق خاوند کی پیٹھ پیچھے اس کی رضا کے موافق اپنے نفس اور خاوند کے

مال کی حفاظت کرتی ہیں۔ اپنے نفس اور مال زوج (خاوند) میں کسی قسم کی خیانت نہیں کرتیں۔

باپ کی جائداد میں بیٹی کا حصہ

یُوْصِیْکُمُ اللّٰہُ فِیْٓ اَوْلَادِکُمْ لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ۔
(پ ۴ - ع ۱۳)

ترجمہ: تم کو اللہ تمہاری اولاد کے حق میں حکم کرتا ہے کہ لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے برابر ہے۔

اہل عرب اپنی قدیم رسم کے مطابق لڑکیوں کو میراث سے محروم کر دیتے تھے۔ یہ سخت ظلم اور بڑا گناہ ہے اگر کسی میت کی اولاد بیٹا بیٹی ہو تو ان کی میراث دینے کا یہ قاعدہ ہے کہ ایک بیٹا دو بیٹیوں کے برابر حصہ پائیگا۔

خاوند کی جائداد میں بیوی کا حصہ

وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ ۔۔۔ الخ
(پ ۴ - ع ۱۳)

ترجمہ: اور عورتوں کے لئے چوتھائی مال ہے۔ خاوند کے ترکہ میں سے۔ اگر کوئی اولاد نہ ہو اور اگر اولاد ہے تو ان کے لئے آٹھواں حصہ ہے۔

عورت کا مہر میراث سے جدا ہے مہر تو قرض میں داخل ہے۔

عورت ہو یا مرد، کسی کی محنت اور کمائی اللہ کے یہاں ضائع نہیں جاتی جس طرح مردوں کو روحانی اور اخلاقی ترقی کرنے کے ذرائع حاصل ہیں۔ عورتوں کے لئے بھی یہ میدان کشادہ ہے۔

نیکی اور کامیابی حاصل کرنے کا ضابطہ

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ
(پ ۱۴ - ع ۱۹)

ترجمہ: جس نے نیک کام کیا۔ مرد ہو یا عورت اور وہ ایمان پر ہے تو ہم اس کو ایک اچھی زندگی دیں گے۔

حاصل یہ ہے کہ جو کوئی مرد یا عورت نیک کاموں کی عادت رکھے بشرطیکہ وہ کام صرف صورۃً نہیں بلکہ حقیقۃً نیک ہوں یعنی ایمان اور معرفت صحیحہ کی روح اپنے اندر رکھتے ہوں تو ہم اس کو ضرور پاک ستھری اور مزیدار زندگی عنایت کریں گے۔ مثلاً دنیا میں حلال روزی۔ قناعت و غنائے قلبی (سکون و طمانیت) ذکر اللہ کی لذت حب الٰہی کا مزہ ادائے فرض عبودیت کی خوشی، کامیاب مستقبل کا تصور۔ تعلق مع اللہ کی حلاوت۔

بہرحال مومن قانت کی زندگی یہیں سے شروع ہو جاتی ہے۔ قبر میں پہنچ کر اس کا رنگ اور زیادہ نکھر جاتا ہے۔

اس آیت نے بتلا دیا کہ قرآن کی نظر میں عورت اور مرد کی نیکی اور کامیابی کا ایک ہی ضابطہ ہے۔ یعنی عورت اور مرد بلا امتیاز اپنے اپنے حسب حال نیکی کر کے پاک زندگی حاصل کر سکتے ہیں۔

اسلامی مناکحت

اسلام میں عقد و مناکحت ایک انتہائی اہم و ضروری چیز ہے۔ نبی کریم ؐ نے فرمایا ہے کہ نکاح میری سنّت ہے جس نے اس سے گریز کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔

ایک جگہ فرمایا کہ نکاح نصف دین ہے، بالفاظ دیگر دین کے نصف حصہ میں عبادات معاملات اور اخلاقیات وغیرہ ہیں اور نصف میں نکاح ہے اور ہونا بھی چاہیئے۔ اس لئے کہ اگر نکاح نہ ہو گا تو فطری جوش ضرور کوئی دوسرا راستہ نکال لے گا۔ نکاح کرنے سے انسان بہت سے گناہوں اور جرائم سے بچ جائے گا۔ اس لئے والدین کو چاہیئے کہ وہ اپنی بچیوں کی شادی ان کے بالغ ہونے پر کسی صالح اور نیک آدمی سے کر دیں خواہ وہ غریب ہی ہو۔ اسلام میں نکاح کا طریقہ بہت سیدھا سادا ہے۔ دو گواہوں کے سامنے فریقین یا وکلائے فریقین نے ایجاب و قبول کر لیا اور نکاح ہو گیا۔ تمام رسومات کو ترک کر دینا چاہیئے۔

مسلمانو! تمہارا فرض ہے کہ اپنی بچیوں کو زیور علم سے آراستہ کرو۔ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ انہیں پڑھاؤ۔ بہشتی زیور کیمیائے سعادت اور احیاء العلوم جیسی کتابوں کا مطالعہ کراؤ۔ کھانا پکانا سینا پرونا کپڑے دھونا رنگنا، حساب کتاب رکھنا انہیں سکھلاؤ۔

بیٹیوں کی عزت کرو اور ان کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آؤ۔ انہیں گالیاں نہ دو، زدوکوب نہ کرو۔ ان کی تربیت میں کوشاں رہو۔ ایماندار کامل وہ شخص ہے، جس کا خلق اچھا ہو اور وہ اپنے اہل و عیال کے ساتھ نرمی برتے۔

بعض لوگ اولاد کی خواہش تو کرتے ہیں۔ اگر خدا اولاد دے دے تو ان کی تربیت کی طرف بالکل توجہ نہیں کرتے وہ اولاد کو لاوارث جانوروں کی طرح ہانک دیتے ہیں۔

علمائے اسلام اور قومی کارکنوں کا فرض ہے کہ وہ مسلمانوں کو تربیت اولاد کی طرف متوجہ کریں۔ جب تک مسلمان مائیں اپنی بیٹیوں کو خوش اخلاق، راست باز، امین محنتی اور مستقل مزاج نہ بنائیں گی ہماری قوم کی اصلاح کبھی نہیں ہو گی۔

ہر ماں باپ کو اپنی اولاد کے متعلق قیامت کے دن پوچھا جائے گا۔

كُلُّكُمْ رَاعٍ وَّكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ

تم میں سے ہر ایک راعی ہے اور اس کو اس کی رعایا کے متعلق سوال کیا جائیگا۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا۔　(پ ۲۸ - ع ۱۹)

اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ حاصل یہ ہے کہ ہر مسلمان کو لازم ہے کہ اپنے ساتھ اپنے گھر والوں کو بھی دین کی راہ پر لائے۔ سمجھا کر، ڈرا کر، پیار سے، مار سے جس طرح ہو سکے دین دار بنانے کی کوشش کرے۔ بچوں کے ذہنوں میں صحیح اعتقادات بٹھائے جائیں اور ان کو صوم و صلوٰۃ کا پابند بنایا جائے ورنہ خود ماں باپ بگڑ کر رہ جائیں گے۔

غیر مسلم کا اعتراف کہ اسلام میں عورت کا احترام ہے

دنیا میں ایک نامعلوم زمانہ سے عورت بیچارگی اور کس مپرسی کی زندگی بسر کرتی تھی۔ یہ امتیاز اسلام اور صرف اسلام ہی کو حاصل ہوا کہ اس نے عورت کو انسانیت و مساوات کا درجہ دیا۔ مرد کی قابلیت کا اثر تو زیادہ تر اس کی ذات تک ہی محدود رہتا ہے لیکن عورت کی تعلیم و تہذیب ایک پوری نسل کی تعلیم و تہذیب ہے۔ بچہ سب سے زیادہ اپنی ماں کی عادات ہی سے متاثر ہوتا ہے اور اس کی تعلیم بطن مادر ہی سے شروع ہو جاتی ہے۔ لائق ماں کی اولاد ہمیشہ لائق ہی ہوتی ہے۔ باپ کتنا ہی لائق ہو اگر ماں نالائق ہے تو وہ کسی نہ کسی حد تک ضرور ہی اس سے متاثر ہو گا۔

اسلام نے عورت کا درجہ بلند کر کے ایک طرح گویا آئندہ نسلوں کی حفاظت کا پورا سامان کر دیا۔ یہ دنیا پر اس مذہب کا سب

سے بڑا احسان ہے۔

ڈاکٹر ہیلی نے اپنی تاریخ سپین میں اعتراف کیا ہے کہ عیسائیوں نے سپاہیانہ اخلاق میں عورت کے احترام کا سبق ہسپانیہ کے مسلمانوں ہی سے سیکھا تھا۔ انتہا یہ تھی کہ مسلمانوں کا ادنیٰ سے ادنیٰ سپاہی بھی میدانِ کارزار میں اپنی عورت کے ساتھ نہایت خلق و نرمی کے ساتھ پیش آتا تھا اور ماں کی تعظیم تو پرستش کی حد تک ہوتی تھی اور کیوں نہ ہوتی۔ مسلمانوں کو تعلیم ہی یہی دی گئی تھی کہ ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے اور عورتوں کے ساتھ جن کا سلوک اچھا ہے وہی مسلمانوں میں اچھے ہیں۔ مسلمان اچھے تھے، اس لئے اچھا سلوک کرتے تھے۔ آج تہذیب جدید کی دنیا میں احترام نسوانیت کا ایک شور برپا ہے مگر یہ حقیقت ہے کہ عورت کو وہ حقوق آج تک بھی کہیں نہ مل سکے جو آج سے پورے چودہ سو سال پیشتر اسلام اسے عطا کر چکا تھا۔ البتہ اس کی خود سری اور بے عنانی بڑھ گئی ہے جس سے دونوں کی خانگی زندگی کا لطف برباد ہو کر رہ گیا ہے۔

بقیہ مجلس ذکر —— صفحہ ۱۰ سے آگے

اسی میں دنیا و آخرت کی بہتری ہے جو خدا تعالیٰ کو راضی رکھتے ہیں، اسباب وہ خود پیدا کر دیتا ہے ۔ ع

خدا خود میرِ ساماں است اربابِ توکل را

بعض اوقات مرد سیدھا چلتا ہے مگر عورت مخالفت کرتی ہے جس کی وجہ سے کئی مرد پھسل جاتے ہیں جس کام میں خدا تعالیٰ راضی ہو وہ کام کرو۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو استقامت عطا فرمائے آمین یا الٰہ العالمین!

سُبْحٰنَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ، نَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ نَسْئَلُکَ الْجَنَّۃَ نَسْتَغْفِرُکَ وَنَعُوْذُبِکَ مِنَ النَّارِ۔

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کی گھریلو زندگی

حضرت اسماء بنت ابی بکر حضرت ابوبکرؓ کی بیٹی اور عبداللہ بن زبیرؓ کی والدہ اور حضرت عائشہؓ کی سوتیلی بہن۔ مشہور صحابیات میں سے ہیں۔ شروع ہی میں مسلمان ہو گئی تھیں۔ کہتے ہیں کہ سترہ آدمیوں کے بعد یہ مسلمان ہوئی تھیں۔ ہجرت سے ستائیس سال پہلے پیدا ہوئیں اور جب حضور اقدسؐ اور حضرت ابوبکرؓ ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ پہنچ گئے تو حضرت زید وغیرہ کو بھیجا کہ ان دونوں حضرات کے اہل و عیال کو لے آئیں۔ ان کے ساتھ ہی حضرت اسماءؓ بھی چلی آئیں۔ جب قبا میں پہنچیں تو عبداللہ بن زبیرؓ پیدا ہوئے اور ہجرت کے بعد سب سے پہلی پیدائش ان کی ہوئی۔ اس زمانے کی عام غربت اور فقر و فاقہ مشہور و معروف ہے اور ساتھ ہی اس زمانے کی ہمت، جرأت، جفاکشی اور بہادری بھی ضرب المثل ہیں۔ بخاری میں حضرت اسماء کا طرز زندگی خود ان کی زبان سے نقل کیا ہے۔ فرماتی ہیں جب میرا نکاح زبیرؓ سے ہوا تو ان کے پاس نہ مال تھا نہ جائداد نہ کوئی خادم نہ کوئی اور چیز۔ ایک اونٹ پانی لاد کر لانے والا اور ایک گھوڑا تھا۔ میں ہی اونٹ کے لئے گھاس وغیرہ لاتی تھی اور کھجور کی گٹھلیاں کوٹ کر دانے کے طور پر کھلاتی تھی۔ خود ہی پانی بھر کر لاتی اور پانی کا ڈول پھٹ جاتا تو اس کو آپ ہی سیتی تھی اور خود ہی گھوڑے کی ساری خدمت گھاس دانہ وغیرہ کرتی اور گھر کا سارا کاروبار بھی انجام دیتی تھی۔ روٹی البتہ مجھے اچھی طرح پکانی نہیں آتی تھی میں آٹا خود گوندھ کر پڑوس کی انصار عورتوں سے روٹیاں پکوا لیتی تھی۔ حضور اقدسؐ نے مدینہ پہنچنے پر زبیر کو ایک زمین جاگیر کے طور پر دے دی تھی جو دو میل دور تھی۔ میں وہاں سے اپنے سر پر کھجور کی گٹھلیاں لایا کرتی تھی۔ میں ایک مرتبہ اسی طرح گٹھری اٹھائے آ رہی تھی کہ اتنے میں حضور اقدسؐ ایک اونٹ پر سوار مل گئے۔ انصار کی ایک جماعت آپؐ کے ہمرکاب تھی۔ حضورؐ نے مجھے دیکھ کر اونٹ ٹھہرایا اور مجھے سوار کرنے کے لئے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ مجھے مردوں کے ساتھ جاتے ہوئے شرم آئی اور یہ بھی خیال آتا کہ زبیر بےحد غیور ہیں انہیں یہ بات ناگوار ہو گی۔ حضور انورؐ میری کیفیت کو سمجھ کر تشریف لے گئے۔ میں گھر آئی اور زبیرؓ کو قصہ سنایا۔ زبیرؓ نے کہا خدا کی قسم! تمہارا گٹھلیاں سر پر رکھ کر لانا میرے لئے اس سے بہت زیادہ گراں ہے۔

اس کے بعد میرے باپ ابوبکرؓ نے ایک خادم جو حضورؐ نے ان کو دیا تھا میرے پاس بھیج دیا جس کی وجہ سے گھوڑے کی خدمت سے مجھے خلاصی ملی۔ گویا بڑی قید سے میں آزاد ہو گئی (بخاری فتح)

جناب حاجی کمال الدین صاحب مدرس لاہور کارپوریشن

تیاری — دنیا یا آخرت کے لئے؟

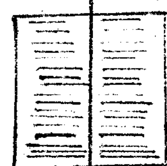
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بوڑھے آدمی کا دل ہمیشہ دو چیزوں میں جوان رہتا ہے۔ ایک دنیا کی محبت میں، دوسرے آرزوؤں اور امیدوں کے طویل ہونے میں۔
(مشکوٰۃ)

تجربہ شاہد ہے کہ بڑھاپے میں دنیا کی محبت اور لمبی لمبی امیدیں اور بڑھ جاتی ہیں اور جوں جوں مرنے کا زمانہ قریب آتا جاتا ہے، اسی قدر دنیا کی حرص جوان ہوتی جاتی ہے۔ چنانچہ پوتوں نواسوں کی شادیاں رچانے، باغات لگانے، اچھے اچھے مکانات تعمیر کرنے کا ولولہ، جائداد کے بڑھانے کا شوق حد سے تجاوز کر جاتا ہے۔ اس لئے ایسی حالت میں آدمی کو اپنی آخرت سنوارنے اور نفس پروری کی بجائے نفس کشی کی طرف زیادہ توجہ کرنی چاہیے۔

ایک حدیث میں حضورؐ کا ارشاد ہے کہ آدمی بوڑھا ہوتا رہتا ہے اور دو چیزیں اس میں جوان ہوتی رہتی ہیں۔ ایک مال کی حرص دوسری زیادہ عمر ہونے کی حرص۔
(مشکوٰۃ)

زیادہ عمر ہونے کی حرص بھی در اصل امیدوں کا طویل ہونا ہی ہے کہ ادھر مرنے کے قریب ہوتا جا رہا ہے اور ادھر مرنے کی تیاری کے بجائے دنیا میں ہمیشہ رہنے کی تیاری میں مشغول و منہمک رہتا ہے۔

ایک مرتبہ حضور اکرمؐ نے مثال دے کر سمجھانے کے لئے ایک مربع (چار لکیروں والی) شکل کھینچی اور اس کے درمیان میں ایک دوسری لکیر کھینچی جو اس مربع شکل سے آگے نکلتی چلی گئی۔ پھر اس مربع کے اندر چھوٹی چھوٹی لکیریں بنائیں جس کی صورتیں علماء نے مختلف لکھی ہیں۔ منجملہ ان کے یہ صورت بھی ہے:



پھر حضورؐ نے فرمایا کہ یہ درمیانی لکیر تو آدمی ہے اور جو لکیر (مربع) اس کو چاروں طرف سے گھیر رہی ہے وہ اس کی موت ہے کہ آدمی اس سے نکل ہی نہیں سکتا اور جو لکیر باہر نکل رہی ہے وہ اس کی امیدیں ہیں جو اپنی زندگی سے بھی آگے کی لگائے بیٹھا ہے اور یہ چھوٹی چھوٹی لکیریں جو اس کے دونوں طرف ہیں وہ اس کی بیماریاں اور حوادث وغیرہ ہیں جو اس کی طرف متوجہ ہیں۔ گویا ہر چھوٹی لکیر ایک آفت ہے اگر ایک سے بچ جائے تو پھر دوسری مسلط ہے اور موت کے اندر تو گھرا ہوا ہے کہ وہ تو چاروں طرف سے اس کو گھیرے میں لئے ہوئے ہے لیکن امید کی لکیر موت سے بھی آگے نکلی ہوئی ہے۔

ایک دوسری حدیث میں حضور انورؐ نے اپنے سر مبارک کے پچھلے حصہ پر اپنا دست مبارک رکھ کر فرمایا کہ یہ تو آدمی کی موت ہے جو اس کے سر پر ہر وقت سوار ہے اور دوسرے ہاتھ کو دور تک پھیلا کر ارشاد فرمایا کہ یہ دور تک اس کی امیدیں جا رہی ہیں۔

ایک حدیث میں حضورؐ کا ارشاد ہے کہ اس امت کی بھلائی کی ابتدا آخرت کے یقین اور دنیا سے بے رغبتی کے ساتھ ہے اور اس کے فساد کی ابتدا مال کے بخل اور امیدوں کی لمبائی سے ہوگی۔
(مشکوٰۃ)

ایک اور حدیث میں حضورؐ کا ارشاد ہے کہ اس امت کے ابتدائی حصہ نے اللہ کے ساتھ یقین اور دنیا سے بے رغبتی کے ساتھ نجات پائی اور اس کے آخری حصہ کی ہلاکت بخل اور بے جا امیدوں کی وجہ سے ہے
(ترغیب)

ایک اور حدیث میں حضورؐ کا ارشاد وارد ہوا ہے کہ عنقریب ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ لوگ تمہارے (مسلمانوں کے) کھا جانے کے واسطے ایک دوسرے کو اس طرح دعوت دیں گے جیسا کہ دسترخوان پر بیٹھنے والا دوسرے کی تواضع کرتا ہے (کہ ہر قوم دوسری قوم کو اس کی ترغیب اور دعوت دے گی کہ ان نام کے مسلمانوں کو کس کس طرح ہلاک کیا جا سکتا ہے) صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ کیا اس وقت ہماری تعداد بہت ہی کم ہو گی؟ (جس کی وجہ سے کافروں کے یہ حوصلے ہوں گے) آپؐ نے فرمایا نہیں تمہاری تعداد اس زمانہ میں بہت زیادہ ہو گی لیکن تم لوگ اس زمانہ میں سیلاب کے جھاگ کی طرح سے (بالکل بیجان) ہوگے اور تمہارے دشمنوں کے دل سے تمہارا خوف جاتا رہے گا اور تمہارے اپنے دلوں میں "وہن" پیدا ہو جائے گی صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! "وہن" کیا چیز ہے؟ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ دنیا کی محبت اور موت سے ڈرنا۔
(مشکوٰۃ)

ام ولیدؓ حضرت عمرؓ کی صاحبزادی فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ حضورؐ شام کے وقت اندر سے باہر تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کہ تم لوگوں کو شرم نہیں آتی۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! کیا بات ہوئی ہے۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا اتنی مقدار جمع کرتے ہو جتنا کھاتے نہیں ہو اور اتنے مکانات بنا لیتے ہو جن میں رہنے بھی نہیں ہو اور ایسی امیدیں باندھ لیتے ہو جن کو پورا بھی نہیں کر سکتے کیا ان باتوں سے تم کو شرم نہیں آتی؟
(ترغیب)

یعنی ضرورت سے زائد مکان بنا لیتے ہو۔ مکان اتنا ہی بنانا چاہیئے جتنے کی ضرورت ہو۔ اسی طرح خزانہ جمع کرتے جاتے ہو جو اپنی حاجت سے زائد ہے وہ جمع کرنے کے لئے نہیں ہے وہ اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کے لئے ہے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور اکرمؐ ایک مرتبہ منبر پر تشریف رکھتے تھے اور مجمع سامنے حلقہ بنائے ہوئے تھا حضورؐ نے فرمایا "لوگو! اللہ تعالیٰ شانہٗ سے ایسی شرم کرو جیسا کہ اس سے شرم کرنے کا حق ہے" صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! حق تعالیٰ شانہٗ سے تو ہم حیا کرتے ہی ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ جو شخص تم میں سے حق تعالیٰ شانہٗ سے حیا کرے، اس کے لئے ضروری ہے کہ کوئی رات اس پر ایسی نہ گزرے کہ اس کی موت

آنکھوں کے سامنے نہ ہو اور اس کے لئے ضروری ہے کہ حفاظت کرے پیٹ کی اور اس چیز کی جس کو پیٹ نے گھیر رکھا ہے اور حفاظت کرے سر کی اور اس چیز کی جس کو سر نے گھیر رکھا ہے اور اس کے لئے ضروری ہے کہ موت کو یاد رکھے اور اپنی بوسیدگی کو (کہ مرنے کے بعد یہ بدن سارے کا سارا شکستہ و بوسیدہ ہو کر خاک میں مل جائیگا) اور ضروری ہے کہ دنیا کی زینت کو چھوڑ دے۔ (ترغیب)

علمائے کرام نے لکھا ہے کہ سر کی حفاظت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہٗ کے علاوہ اور کسی کے سامنے نہ جھکے، نہ عبادت کے لئے نہ تعظیم کے لئے حتیٰ کہ جھک کر سلام بھی نہ کرے اور جن چیزوں کو سر نے گھیر رکھا ہے کا مطلب یہ ہے کہ آنکھ کان زبان یہ سب چیزیں سر کے تحت میں داخل ہیں ان سب کی حفاظت کرے۔ اسی طرح پیٹ کی حفاظت کا مطلب یہ ہے کہ مشتبہ مال سے حفاظت کرے اور جس چیز کو پیٹ نے گھیر رکھا ہے سے مراد وہ چیزیں ہیں جو پیٹ کے قریب ہیں جیسے شرمگاہ، ہاتھ پاؤں اور دل کہ ان سب چیزوں کی حفاظت کرے۔ امام نووی فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو کثرت سے پڑھنا مستحب ہے (مظاہر حق)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ لوگو! اللہ تعالیٰ شانہٗ سے ایسی حیا کرو جیسا کہ اس کا حق ہے۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہؐ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہم لوگ حق تعالیٰ شانہٗ سے سب کے سب حیا کرتے ہیں حضورؐ نے ارشاد فرمایا نہیں یہ معمولی حیا نہیں بلکہ حق تعالیٰ شانہٗ سے حیا کا حق یہ ہے کہ آدمی سر کی حفاظت کرے اور اس چیز کی جس کو سر نے گھیر رکھا ہے اور پیٹ کی حفاظت کرے اور ان چیزوں کی حفاظت کرے جن پر پیٹ حاوی ہو رہا ہے (شرمگاہ وغیرہ) اور ضروری ہے کہ موت کو کثرت سے یاد رکھا کرے اور شکستگی (مرنے کے بعد سب ٹوٹ پھوٹ کر خاک ہو جانے) کو یاد کرے اور جو شخص آخرت کا ارادہ کرتا ہے وہ دنیا کی زینت کو چھوڑ دیتا ہے (ترغیب)

چونکہ موت کو کثرت سے یاد کرنے کو دنیا سے بے رغبتی میں اور امیدوں کے اختصار میں بہت زیادہ دخل ہے۔ اسی وجہ سے حضورؐ نے موت کو کثرت سے یاد کرنے کا حکم فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان احادیث کے مطابق دنیا کی زندگی گزارنے کی توفیق دے۔

آمین! یا الٰہ العالمین!

بقیہ شذرات صفحہ ۳ سے آگے

یہاں تک کہا ہے کہ ماریطینہ کے سوال پر ان کو فرانس سے لڑنا بھی پڑے تو وہ لڑیں گے۔

ظاہر ہے کہ مراکش کی آزاد عرب حکومت کے پہلو میں دشمن کے فوجی اڈوں کی موجودگی، ناقابل برداشت پوزیشن ہے مگر کتنے افسوس کی بات ہے کہ مراکش کے پڑوسی عرب ملک، یعنی ٹیونس نے ماریطینہ کی آزاد حکومت کو فوراً تسلیم کر لیا۔ اس کی اس حرکت سے مراکش کے موقف کو دھکا لگا اور اس نے ٹیونس سے اپنے تعلقات منقطع کرلئے اور اپنا سفیر بھی وہاں سے واپس بلا لیا

از ماست کہ بر ماست

یہ اسی طرح ہوا جیسے فرنگیوں نے دنیا بھر سے یہودیوں کو فلسطین میں اکٹھا کر کے عربوں کے سینہ پر مونگ دلنے کے لئے ان کی حکومت بنا ڈالی جس سے آج تک سارے عرب پریشان ہیں مگر ٹرکی گورنمنٹ نے یہودی حکومت کو تسلیم کر لیا حالانکہ ٹرکی کے حلیف امریکہ نے چین کی اشتراکی حکومت کو جس کی آبادی چھیاسٹھ کروڑ ہے اب تک تسلیم نہیں کیا۔ بہرحال مسلمانوں کو ان کے ایرانی تورانی، ٹرکی اور افغانی ہونے نے مار ڈالا

من از بیگانگاں ہرگز نہ نالم
کہ با من ہرچہ کرد آں آشنا کرد

تازہ خبر یہ ہے کہ ماریطینہ کی نئی آزاد حکومت کو جاپان نے فوراً تسلیم کر لیا۔ آج کل کسی حکومت کو تسلیم کرنے یا نہ کرنے کو بھی پارٹی فیلنگ اور گروپ سسٹم کے نذر کر دیا گیا ہے۔ اگر ایک تازہ بنی ہوئی حکومت بننے والا ملک اپنی پارٹی اور اپنے گروپ میں ہے اس کو فوراً بننے بھی پیشتر تسلیم کر لیا جاتا ہے ورنہ اس کو سالہا سال تک تسلیم نہیں کیا جاتا۔ کہاں مغرب اقصیٰ میں ماریطینہ کی نومولود جمہوریہ اور کہاں مشرق اقصیٰ کا جاپان۔ بہرحال آج ساری دنیا حسب ارشاد سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک دوسرے کے قریب ہو چکی ہے دور اور نزدیک کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ماریطینہ کے پہلے صدر نے پہلی تقریر میں افریشیائی ممالک کی آزادی اور الجزائر کی جنگ حریت کی حمایت کی ہے۔ خدا تعالیٰ کرے کہ اسی طرح ہو اگر نومولود یا نو آزاد حکومت ماریطینہ مکمل آزادی کے ساتھ غیر ملکی فوجی استحکامات کو اپنے ہاں نہ رہنے دے اور ہمسایہ ممالک خصوصاً مراکش کو خوشگوار تعلقات اور باہمی تعاون کا یقین دلا دے تو یہ بھی غنیمت ہو گا اور پھر شاہ مراکش کی دوراندیشی کا تقاضا یہ ہو گا کہ وہ وسعت مملکت پر اتفاق و اتحاد کو ترجیح دے کر اس علیحدگی کو برداشت کر لیں

شمالی افریقہ کے تمام ممالک کی آزادی کے ساتھ اگر مسلمانوں میں اسلامی اخوت اور باہمی ہمدردی کا جذبہ بیدار ہو جائے جس کے آثار بفضلہ نظر آ رہے ہیں تو پھر مراکش سے لے کر خلیج بصرہ تک عرب دنیا کا زبردست وفاق قائم ہو سکتا ہے اور پھر پاکستان اور انڈونیشیا کا تعاون، جمال الدین افغانیؒ کے خواب کی تعبیر مکمل کر دے گا۔ یہی وہ تصور ہے جس سے ابھی سے اہل مغرب گھبرا رہے ہیں اور مشرق میں عیسائیت کی تبلیغ پر زور بھی اسی کا ایک اثر ہے تاکہ مسلمانوں کو اگر عیسائی نہ بنایا جا سکے تو اسلام کی اہمیت تو ان کے اندر سے فنا کر دی جائے جس کے بعد وہ پان اسلام ازم کی بجائے اپنے اپنے مقامی مفادات کے لئے مرنا زیادہ پسند کریں۔

اَللّٰهُمَّ اَلِّفْ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَ اَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِهِمْ وَ انْصُرْهُمْ عَلٰى عَدُوِّكَ وَ عَدُوِّهِمْ۔
كُوْنُوْا يَا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا

جناب محمد شفیع عمرالدین صاحب (سانگھڑ)

فاجر کا انجام

کیا حکومت کے قوانین پر چلنے والا اور ان سے انحراف کرنے والا دونوں حکومت کی نظروں میں یکساں ہیں؟

ہرگز نہیں

قانون کے پابند کے لئے آرام و سکون اور عزت کی زندگی ہے۔ اور قانون شکن کے لئے جیل خانہ اور دوسری سزائیں ہیں۔ ایسے ہی قانون الٰہی (کتاب و سنت) پر چلنے والے (پرہیزگار) اور قانون شریعت کو توڑنے والے (فاجر) کے ساتھ یکساں سلوک نہ کیا جائے گا۔

نیک اور بد کے ساتھ سلوک

(۱) اَمْ نَجْعَلُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کَالْمُفْسِدِیْنَ فِی الْاَرْضِ اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِیْنَ کَالْفُجَّارِ ۝

(صٓ آیت ۲۸ - ع ۳)

ترجمہ:۔ کیا ہم کر دیں گے ان کو ایمان لائے۔ اور نیک کام کئے ان کی طرح جو زمین میں فساد کرتے ہیں یا ہم پرہیزگاروں کو بدکاروں کی طرح کر دیں گے۔

حاشیہ حضرت شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی۔

"یعنی ہمارے عدل و حکمت کا اقتضاء یہ نہیں کہ نیک ایماندار بندوں کو شریروں اور مفسدوں کی برابر کر دیں یا ڈرنے والوں کے ساتھ بھی وہ ہی معاملہ کرنے لگیں جو ڈھیٹ اور نڈر لوگوں کے ساتھ ہونا چاہئے۔ اس لئے ضرور ہوا کہ کوئی وقت حساب و کتاب اور جزا و سزا کا رکھا جائے۔ لیکن دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے نیک اور ایماندار آدمی قسم قسم کے مصائب اور آفات میں مبتلا رہتے ہیں۔ اور کتنے ہی بدمعاش، بیحیا مزے چین اڑاتے ہیں۔ لامحالہ ماننا پڑے گا کہ موت کے بعد دوسری زندگی کی جو خبر مخبر صادق ﷺ نے دی ہے عین مقتضائے حکمت ہے۔ وہاں ہی ہر نیک و بد کو اس کے برے بھلے کام کا بدلہ ملے گا۔ پھر یوم الحساب کی خبر کا انکار کیسے صحیح ہو سکتا ہے"

(۲) اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِیْنَ کَالْمُجْرِمِیْنَ ۝ مَا لَکُمْ کَیْفَ تَحْکُمُوْنَ ۝

(القلم آیت ۳۵ - ۳۶)

ترجمہ:۔ پس کیا ہم فرمانبرداروں کو مجرموں کی طرح کر دیں گے۔ تمہیں کیا ہو گیا کیسا فیصلہ کر رہے ہو۔

حاشیہ حضرت مولانا عثمانی رح

"کفار مکہ نے غرور و تکبر سے اپنے دل میں یہ ٹھہرا رکھا تھا کہ اگر قیامت کے دن مسلمانوں پر عنایت و بخشش ہوگی تو ہم پر ان سے بہتر اور بڑھ کر ہوگی۔ اور جس طرح دنیا میں ہم کو اللہ نے عیش و رفاہیت میں رکھا ہے وہاں بھی یہ معاملہ رہے گا۔ اس کو فرما دیا یہ کیسے ہو سکتا ہے اگر ایسا ہو یہ مطلب ہوگا کہ ایک وفادار غلام جو ہمیشہ اپنے آقا کی حکم برداری کے لئے تیار رہتا ہے۔ اور ایک جرائم پیشہ باغی کا انجام یکساں ہو جائے بلکہ مجرم اور باغی وفاداروں سے اچھے رہیں یہ وہ بات ہے جس کو عقل سلیم اور فطرت صحیحہ رد کرتی ہے"

لہٰذا انسان کو اپنے انجام کا غور و فکر کرنا چاہئے۔ اگر کوئی نیک و بد کے ساتھ یکساں سلوک کی غلط فہمی میں گرفتار ہو کر بدکاریوں کی دلدل میں پھنسا ہوا ہو۔ تو اسے متنبہ ہو کر اپنی چال سدھار لینی چاہیئے۔

فاجروں کا اعمال نامہ

کَلَّآ اِنَّ کِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِیْ سِجِّیْنٍ ۝ وَمَآ اَدْرٰکَ مَا سِجِّیْنٌ ۝ کِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ۝ وَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ لِّلْمُکَذِّبِیْنَ ۝ الَّذِیْنَ یُکَذِّبُوْنَ بِیَوْمِ الدِّیْنِ ۝ (المطففین آیت ۷ تا ۱۱)

ترجمہ:۔ ہرگز ایسا نہیں چاہیئے۔ بے شک نافرمانوں کے اعمال نامے سجین میں ہیں۔ اور آپ کو کیا خبر کہ سجین کیا ہے؟ ایک دفتر ہے۔ جس میں لکھا جاتا ہے۔ اس دن جھٹلانے والوں کے لئے تباہی ہے۔ وہ جو انصاف کے دن کو جھٹلاتے ہیں۔

یعنی فاجروں کا نام دوزخیوں کی فہرست میں درج ہے۔ جب قیامت کا دن ہوگا۔ تو یہ بڑی تکلیفیں اٹھائیں گے۔

نافرمانی پر دلیر

بَلْ یُرِیْدُ الْاِنْسَانُ لِیَفْجُرَ اَمَامَهٗ ۝

ترجمہ:۔ بلکہ انسان تو چاہتا ہے کہ آئندہ بھی نافرمانی کرتا رہے۔

"انکار قیامت سے انسان مستقبل خراب کرنا چاہتا ہے۔"

(حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی)

قیامت کے دن فاجر کے لئے دوزخ ہے

وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ ۝ یَّصْلَوْنَهَا یَوْمَ الدِّیْنِ ۝ وَمَا هُمْ عَنْهَا بِغَآئِبِیْنَ ۝ وَمَآ اَدْرٰکَ مَا یَوْمُ الدِّیْنِ ۝ ثُمَّ مَآ اَدْرٰکَ مَا یَوْمُ الدِّیْنِ ۝ یَوْمَ لَا تَمْلِکُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَیْئًا ۝ وَالْاَمْرُ یَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ۝

(الانفطار آیت ۱۵ - ۱۹)

ترجمہ

بیشک نافرمان دوزخ ہونگے۔ انصاف کے دن اس میں داخل ہونگے وہ اس میں سے کہیں جانے نہ پائیں گے اور تجھے کیا معلوم انصاف کا دن کیا ہے؟ پھر تجھے کیا خبر کہ انصاف کا دن کیا ہے؟ جس دن کوئی کسی کے لئے کچھ بھی نہ کر سکے گا اور اس دن اللہ ہی کا حکم ہوگا۔

حاشیہ حضرت شیخ الاسلام عثمانی رح

(۱) (وَمَا هُمْ عَنْهَا بِغَآئِبِیْنَ) یعنی نہ بھاگ کر اس سے الگ رہ سکتے ہیں نہ داخل ہونے کے بعد کبھی نکل کر جا سکتے ہیں۔ ہمیشہ وہیں رہنا ہے۔

(۲) وَمَآ اَدْرٰکَ یعنی کتنا ہی سوچ اور غور کرو، پھر بھی اس ہولناک دن کی پوری کیفیت سمجھ میں نہیں آ سکتی۔ بس مختصراً اتنا سمجھ لو کہ اس دن رشتے ناطے خویشی اور آشنائی کے ہیں سب نیست و نابود ہو جائیں گے۔ سب نفسی نفسی پکارتے ہوں گے۔ کوئی شخص بدون حکم مالک الملک کے کسی کی سفارش نہ کر سکے گا۔ عاجزی، چاپلوسی اور صبر و استقلال کچھ کام نہ دیگا الا من رحم اللہ۔

(۳) یَوْمَ لَا تَمْلِکُ یعنی دنیا میں جس طرح بادشاہ کا حکم رعیت پر، ماں باپ کا اولاد پر، اور آقا کا نوکر پر جاری ہوتا ہے۔ اس دن یہ سب حکم ختم ہو جائیں گے۔ اور اس شہنشاہ مطلق کے سوا کسی کو دم مارنے

کی قدرت نہ ہوگی۔ تنہا بلا شرکت غیرے ظاہراً و باطناً اسی کا حکم چلے گا۔ اور سارے کام حسًا و معنًا اکیلے اسی کے قبضہ میں ہوں گے۔

گنہگارو الگ ہو جاؤ

وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ ○
(یٰسٓ آیت ۵۹)

ترجمہ:- اے مجرمو! آج الگ ہو جاؤ یعنی نیکوں سے الگ ہو جاؤ۔ ان کا ٹھکانا جنت اور تمہارا دوزخ ہے۔ ان کا مسلک دنیا میں الگ تھا اور تمہارا الگ۔ لہٰذا آج بھی الگ رہو۔

ان سے سوال

اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ○ (یٰسٓ آیت ۶۰)

ترجمہ:- اے آدم کی اولاد کیا میں نے تمھیں تاکید نہ کر دی تھی کہ شیطان کی عبادت نہ کرنا۔ کیونکہ وہ تمہارا صریح دشمن ہے۔

کیا تمھیں میری عبادت کرنے کا حکم نہیں ملا تھا

وَّاَنِ اعْبُدُوْنِيْ ۚ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ○ (یٰسٓ آیت ۶۱)

ترجمہ:- اور یہ کہ میری عبادت کرنا۔ یہ سیدھا راستہ ہے۔

مگر تم نے آخرت کو بھلا دیا تھا

وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيْرًا ۭ اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ ○ (یٰسٓ آیت ۶۲)

ترجمہ:- اور البتہ اس نے تم میں سے بہت لوگوں کو گمراہ کیا تھا۔ کیا پس تم نہیں سمجھتے تھے۔

یعنی تم نے عقل سے کام نہ لیا۔ اور اپنے دشمن شیطان کے قدموں کی پیروی کی۔

اب اپنی بد اعمالیوں کی

سزا بھگتو

هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ○ اِصْلَوْهَا الْيَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ○
(یٰسٓ آیت ۶۴)

ترجمہ:- یہی دوزخ ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ آج اس میں داخل ہو جاؤ۔ اس کے بدلے جو تم کیا کرتے تھے۔

قیامت کے دن کے لئے آج ہی فکر کر لو

ذٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ ۚ فَمَنْ شَاۗءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ مَاٰبًا ○ اِنَّآ اَنْذَرْنٰكُمْ عَذَابًا قَرِيْبًا ڃ يَّوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ وَيَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا ○ (النبأ آیت ۳۹ - ۴۰)

ترجمہ:- یہ یقینی دن ہے۔ پس جو چاہے اپنے رب کے پاس ٹھکانا بنا لے۔ بے شک ہم نے تمھیں ایک عنقریب آنے والے عذاب سے ڈرایا ہے۔ جس دن آدمی دیکھے گا جو کچھ اس کے ہاتھوں نے آگے بھیجا تھا اور کافر کہے گا اے کاش میں مٹی ہو گیا ہوتا۔

دور اندیش بندے کو چاہیئے کہ آخرت کی فکر میں لگا رہے۔ ورنہ قیامت کے دن پچھتائے گا:

يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ قَدَّمْتُ لِحَيَاتِيْ ○
(الفجر آیت ۲۴)

ترجمہ:- کہے گا اے کاش میں اپنی زندگی کے لئے کچھ آگے بھیجتا۔

اور حسرت کرے گا کہ کاش میں بھی سنت رسول اللہ پر چلا ہوتا۔

يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ○ (الفرقان آیت ۲۷)

ترجمہ:- اے کاش میں بھی رسول کے ساتھ راہ چلتا۔

رُو سیاہ

قیامت کے دن نافرمانوں کے چہرے سیاہ ہوں گے۔

وَوُجُوْهٌ يَّوْمَىِٕذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ ○ تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ○ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ ○ (عبس آیت ۴۰ - ۴۲)

ترجمہ:- کچھ چہرے اس دن ایسے ہونگے کہ ان پر گرد پڑی ہوگی۔ ان پر سیاہی چھا رہی ہوگی۔ یہی لوگ ہیں نافرمان۔

دُعا

رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ڰ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ○ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰي رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ○ (آل عمران آیت ۱۹۳ - ۱۹۴)

ترجمہ:- اے رب ہمارے ہم نے ایک پکارنے والے سے سُنا، جو ایمان لانے کو پکارتا تھا کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ سو ہم ایمان لے آئے۔ اے رب ہمارے گناہ بخش دے۔ اور ہم سے ہماری برائیاں دُور کر دے۔ اور ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ موت دے۔ اے رب ہمارے اور ہمیں دے جو تو نے ہم سے اپنے رسولوں کے ذریعے سے وعدہ کیا ہے۔ اور ہمیں قیامت کے دن رسوا نہ کرنا۔ بے شک تو وعدہ خلاف نہیں کرتا۔ آمین یا رب العلمین۔

بقیہ "اخلاق نبوی" صفحہ ۱۹ سے آگے

آپ صحابہ سے ناخوش ہوئے اور بدو کو قرضہ دے کر اسے خوش کرنے کے بعد واپس کیا۔ طائف کے لوگوں نے جب آپؐ کے بدن مبارک کو لہولہان کر دیا تو آپ نے اپنے ساتھیوں کے کہنے کے باوجود ان کے لئے بددعا نہ کی۔ اسی طرح غزوہ احد میں تیر برسانے والوں کے لئے زبان مبارک سے بد دعا نہ نکلی۔

حضورؐ ہمیشہ اپنی ضرورت پر دوسروں کی ضرورت کو ترجیح دیتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک مہمان آیا گھر میں تھوڑا سا دُودھ تھا حضورؐ نے وہی اس کو پلا دیا اور گھر والے سب کے سب بھوکے رہے۔

آپ بچپن ہی سے عادل تھے۔ آپؐ نے حلیمہؓ کا دودھ بھی داہنی چھاتی کا پیا۔ دوسری ان کے بچے کے لئے چھوڑ دی۔

بنی مخزوم جو ایک باعزت قبیلہ تھا۔ اس قبیلہ کی ایک عورت نے چوری کی۔ لوگوں نے اسامہ بن زیدؓ سے سفارش کرائی۔ آپؐ نے فرمایا، تم اللہ کی حد میں سفارش کرتے ہو۔ خدا کی قسم! اگر فاطمہؓ بنت محمدؐ ایسا فعل کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔

آپؐ ہر معاملہ میں پوری کوشش کر کے نتیجہ خدا تعالیٰ پر چھوڑ دیتے تھے۔ چنانچہ حضرت ابو طالب نے فرمایا کہ "اے بیٹا! اس کام کو چھوڑ دو تم تنہا ہو" تو حضورؐ نے جواب دیا اے چچا جان! آپ میری تنہائی کا خیال مت کریں۔ حق زیادہ دیر تنہا نہیں رہے گا۔ عرب و عجم ایک دن اس کے ساتھ ہوں گے۔"

ان مثالوں سے یہ بات عیاں ہو گئی کہ حضورؐ صداقت، امانت، دیانت، رحم و کرم، ایفائے عہد، ایثار وغیرہ میں سب سے اعلیٰ مرتبہ پر فائز تھے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو آپؐ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

بچوں کا صفحہ:

لقمان اور کسان

★ —— محمد یعقوب قرولوی ٹنڈو آدم

پیارے بچو! یہ تو تم جانتے ہی ہو کہ زمانہ ہمیشہ یکساں نہیں رہتا۔ لقمان بہت بڑے حکیم تھے۔ لیکن گردش زمانہ سے وہ بھی نہ بچ سکے اور ایک کسان کے غلام بن گئے۔ کسان سخت جاہل اور خدا کی یاد سے غافل رہتا تھا۔ وہ ہمیشہ گناہ کرتا تھا۔ لقمان چونکہ خود بڑے پارسا اور متقی تھے۔ اس لئے ان کا دل یہ سب کچھ دیکھ کر کڑھتا تھا۔ وہ چاہتے تھے کہ اس کسان کو نصیحت کریں۔ مگر وہ یہ بھی جانتے تھے کہ کسان کے مردہ دل پر ان کی زبانی نصیحت کا کچھ اثر نہ ہوگا۔ لہٰذا وہ کسی ایسے موقعہ کی تلاش میں رہنے لگے۔ جب اس کسان کو عملی طور پر سمجھایا جا سکے۔

آخر ایک دن جب کہ موسم کافی خوشگوار تھا۔ اور گیہوں بونے کا وقت قریب آ گیا تھا۔ کسان نے لقمان کو حکم دیا کہ جاؤ اور کھیت میں گیہوں بو آؤ۔ لقمان نے سوچا کہ بس یہی وہ وقت ہے جس کا کہ انہیں انتظار تھا۔ وہ گئے اور کھیت میں جا کر جو بو دیا۔ کسان نے جب پوچھا کہ کیا بویا تو انہوں نے جواب دیا۔ "گیہوں"۔ کسان مطمئن ہو گیا۔ آخر یونہی وقت گزرتا گیا اور کھیتی پک کر تیار ہو گئی۔ ایک روز کسان نے سوچا کہ آج تو چل کر کھیتی کو دیکھنا چاہیئے۔ اس خیال کے آتے ہی لقمان کو ساتھ لیا اور کھیت کی سمت چل پڑا۔ اور چلتے چلتے کھیت کے قریب پہنچ گیا۔ لیکن جب اس نے گیہوں کے بجائے جَو کے پودوں کو لہلہاتے ہوئے دیکھا تو بڑا حیران ہوا۔ اور لقمان سے نہایت غضب ناک ہو کر پوچھا "اے لقمان! یہ کیا ہے؟ میں نے تمہیں گیہوں بونے کو کہا تھا اور تو نے جو بو دیئے۔ آخر یہ کیوں؟" لقمان نے جب دیکھا کہ اب نصیحت کرنے کا بہترین وقت ہے۔ تو وہ بولے "حضور! آپ نے جو فرمایا تھا۔ بے شک میں نے اس کے خلاف ہی کیا ہے۔ لیکن آقا مجھے اُمید ہے کہ غلّہ اُٹھانے کے وقت ہم یہاں سے گیہوں ہی اُٹھا کر لے جائیں گے۔

اب تو یہ سُن کر کسان کے غصّہ کی حد نہ رہی۔ اور اس نے دوبارہ لقمان سے بڑے غصّہ کے لہجے میں کہا: "کیا اُلٹی سمجھ کا آدمی ہے۔ کیا تو نے کبھی دیکھا ہے کہ بوئیں جو اور کاٹیں گیہوں"۔

لقمان نے اس کے غصّہ کا ذرا بھی اثر نہ لیا اور بولے: "حضرت! بے شک میں نے یہ کہیں نہیں دیکھا کہ بوئیں تو جو اور کاٹیں گیہوں۔ مگر آقا! یہ بات میں نے آپ ہی کے طور و طریق سے سیکھی تھی۔ کیونکہ جب میں نے دیکھا کہ آپ دن رات گناہ بھی کرتے ہیں اور خدا کی رحمت کے اُمیدوار بھی ہیں تو میں نے سوچا کہ کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ میں جو بو دوں اور پھر بعد میں گیہوں کاٹ لوں اس سے بچت بھی ہو جائے گی۔

کسان نے جب لقمان کی یہ بات سُنی تو وہ رونے لگا۔ کیونکہ یہ بات اس کے دل کو لگی تھی۔ اس نے فوراً اپنے گناہوں سے توبہ کی اور نیک زندگی گزارنے لگا۔ چونکہ لقمان کی بات پوری ہو چکی تھی اس لئے وہ بھی بڑے خوش تھے اور مزے کے ساتھ زندگی گزار رہے تھے۔ ایک روز کسان نے اُنھیں بلایا اور کہا: "اے لقمان! جا، آج سے تو آزاد ہے کہ صرف تیری وجہ سے میں گناہوں سے چھُوٹ گیا۔ میں تیری اس مہربانی کا بہت مشکور ہوں۔ اس لئے میں تجھے آزاد کرتا ہوں۔ اب لقمان آزاد تھے۔

پیارے بچّو! دیکھا لقمان نے کس طرح کسان کو نصیحت فرمائی۔ اور پھر کسان نیک زندگی گزارنے لگا۔ آؤ، خدا سے دُعا کریں کہ ہمیں بھی اس کسان کی طرح نیک زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے آمین

ثمّ آمین! ٥

رحمت کا تصوّر ہے بہت خوب مگر دوست
اللہ کے انصاف کی محکم ہے ترازو!

اخلاقِ نبوی

★ —— راجہ عبدالمجید اظہر لبّہ

پیارے بچو! فخر عالم و عالمیان، افضل موجودات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں ارشاد فرمایا ہے۔ وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۔ (ترجمہ) اور (اے محمد) ہم نے آپؐ کو تمام جہان کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے"۔

جب قرآن سرچشمۂ رحمت ہے۔ محمد مصطفےٰ پیکرِ رحمت ہیں اور اللہ تعالےٰ غفور الرحیم ہیں تو ہمیں بھی زیبا ہے۔ کہ حضورؐ کے اخلاق کو اپنا کر خدا تعالےٰ کی خوشنودی حاصل کریں تاکہ اس کی رحمتوں سے مستفیض ہو سکیں۔ حضورؐ کی صداقت عربوں میں بچپن ہی سے مشہور تھی۔ آپ کو دیکھتے ہی لوگ صادق پکار اُٹھتے تھے۔ چنانچہ جب ہرقل نے ابوسفیان سے پوچھا۔ "کہ تم نے کبھی آنحضرت کو جھوٹ بولتے سُنا"۔ ابوسفیان نے باوجود جانی دشمن ہونے کے کہا۔ "کبھی نہیں"۔ آپ کی پاک دامنی کا یہ حال تھا کہ آپ عورتوں سے خود شرم کھاتے تھے۔ حضرت خدیجہؓ نے آپ کی دیانت داری سے خوش ہو کر خود شادی کی درخواست کی جو منظور ہو گئی۔

پیارے بچو! غور کرو کہ حضورؐ کتنے اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے۔ اللہ جلّ شانہٗ نے قرآن مجید کے ایک چھوٹے سے فقرے میں حضورؐ انور کے اخلاق مقدّس کا بےمثال نقشہ کھینچ کر رکھ دیا ہے۔

اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ٥ "بے شک آپ تو بڑے ہی خوش خلق ہیں"۔ خدائے قدّوس جس مقدّس ہستی کے متعلّق قرآن پاک میں خلق عظیم کے حامل ہونے کا اعلان فرمائے تو کیا اس اطہر ہستی سے بڑھ کر کسی اور کا اخلاقی درجہ بلند ہو سکتا ہے؟

ایک دفعہ ایک بدّو نے آپ سے سختی سے قرض مانگا تو صحابۂ کرام اس بات پر ناراض ہوئے لیکن (بقیہ برصفحہ ۱۸)

ایڈیٹر
عبیداللہ انور

سالانہ گیارہ روپے ٭ ششماہی چھ روپے
سہ ماہی تین روپے

منظور شدہ
محکمہ جیل مغربی پاکستان

رجسٹرڈ ایل ۶۰۴۷

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن چٹھی نمبری ۷/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۷۳/۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء

مجلسِ ذکر

مجلسِ ذکر کی تفصیل یہ ہے کہ شیخ التفسیر حضرت مولنٰا احمد علی صاحب مدظلہ سے جو لوگ وابستہ ہیں یعنی جنہیں آپ سے بیعت کا شرف حاصل ہے، وہ ہر جمعرات کو نماز مغرب کے بعد جمع ہوتے ہیں اور خاندانِ قادریہ کے مسلک پر ذکر الٰہی کرتے ہیں۔ ذکر کے بعد مولنٰا مدظلہ کی تقریر ہوتی ہے جس میں روحانی امراض کی تشخیص اور اس کا علاج و پرہیز بتائی جاتی ہے۔ تزکیہ نفس کے لئے یہ ایک بہترین طریقہ ہے۔ یہی تقریر ہفت روزہ خدام الدین میں چھپ کر شائع ہوتی ہے۔ ان ہی تقاریر کا مجموعہ "مجلسِ ذکر" کے نام سے کتابی شکل میں چھپ چکا ہے، خود پڑھیے اور اہل و عیال کو سنائیے، انشاء اللہ "مجلسِ ذکر" کا مطالعہ روحانی بیماریوں سے شفا پانے کا ذریعہ بن جائے گا، اگر زندگی میں ان بیماریوں سے شفا نہ پائی تو یہ بیماریاں قبر میں بھی ساتھ جائیں گی، اور حشر کے دن بھی تڑپائینگی۔ چار جلدوں میں ہدیہ فی جلد ایک روپیہ ٭ مکمل معہ محصولڈاک ۵ روپے ۸ر آنے،

ناظم انجمن خدام الدین، دروازہ شیرانوالہ لاہور

قرآن مجید مترجم

شیعہ ○ سنّی ○ اہلحدیث

دیوبندی ○ بریلوی

علماء کا تصدیق شدہ

ہدیہ: چھ روپے ٭ محصول ڈاک عہ
نوٹ: رقم ہر حالت میں پیشگی آنی چاہیئے وی پی ہرگز نہ ہوگا

ناظم انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

گلدستہ صد احادیث نبوی صلے اللہ علیہ وسلم

مرتبہ: حضرت مولنٰا احمد علی صاحب امیر انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

اس گلدستہ میں سو حدیثیں اعلےٰ درجہ کی صحیح فقط بخاری شریف و مسلم شریف کی جمع کی گئی ہیں، کوئی حدیث شریف اصل کتاب کی ایک سطر سے زائد نہیں ہے۔ اصل حدیث کے نیچے اس کا ترجمہ بھی عام فہم زبان میں درج کیا گیا ہے۔ ہر حدیث کے اختتام پر چند الفاظ میں اس کی مختصر تشریح بھی کر دی گئی ہے، اس کی قیمت پہلے ایڈیشن میں تو فقط ایک عہدنامہ پر دستخط تھے، جس میں ان احادیث کو یاد کرنا اور ان پر عمل کرنے کا وعدہ تھا۔ اور مجلد کے لیے ۲ر جلد کے لئے جاتے تھے۔ لیکن اب تیسرے ایڈیشن میں اس کی قیمت کاغذ کی گرانی کی وجہ سے ۸ر آنے رکھ دی گئی ہے اور محصولڈاک ۸ر آنے۔ کل ار روپیہ پیشگی بھیجیں۔ وی پی ہرگز نہ ہوگا۔

ناظم شعبہ تالیف و اشاعت انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

خوش خبری

قرآن مجید مترجم بزبان سندھی

از حضرت شیخ المشائخ قطب الاقطاب اعلیحضرت مولانا وسیدنا تاج محمود صاحب امروٹی نوراللہ مرقدہ

بار نہم چھپ کر تیار ہو گیا ہے

ہدیہ ۷ روپے ٭ محصولڈاک عہ

ملنے کا پتہ: حضرت مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

۳۲ رسالے

مختلف مضامین پر عام فہم اردو میں شائع کئے گئے ہیں۔ بفضلہ تعالےٰ اس وقت تک ۹ لاکھ ۹۵ ہزار تک سارے ہندو پاک میں تقسیم کئے جا چکے ہیں۔ ہر مسلمان مرد عورت اور بچے کے لئے ان کا مطالعہ ضروری ہے۔
رقم ہر حالت میں پیشگی روانہ کریں۔
ہدیہ مجلد ۸ر۔ محصولڈاک وغیرہ عہ

ملنے کا پتہ

ناظم انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

(فیروز سنز لمیٹڈ پریس لاہور میں باہتمام مولانا عبیداللہ پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر ہفت روزہ خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور سے شائع ہوا)